سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2024

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2024

(جمعتہ المبارک07، سوموار10، جمعرات13، جمعرات20،
جمعتہ المبارک21-جون2024)
(یوم الجمعہ 29ذیقعد-یوم الاثنین 3، یوم الخمیس 6، یوم الخمیس 13، یوم الجمعہ 14-ذوالحج1445ھ)

اٹھارہویں اسمبلی: گیارہواں اجلاس

جلد11 (حصہ اوّل): شمارہ جات : 1 تا 5

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

گیارھواں اجلاس

جمعتہ المبارک،07-جون 2024

جلد 11: شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1-	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ ------------	1
2-	ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر اعلامیہ ------------	3
3-	فہرست کارروائی ------------	5
4-	ایوان کے عہدے دار ------------	7
5-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	9
6-	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	10

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	دعائے مغفرت	
7-	معزز رکن اسمبلی جناب فلک شیر اعوان کی والدہ محترمہ اور معزز رکن اسمبلی جناب شہباز احمد کے حلقہ میں قتل ہونے والے شخص کے لئے دعائے مغفرت--------	11
8-	پینل آف چیئرپرسنز ------------	11
	پوائنٹ آف آرڈر	
9-	اجلاس کی کارروائی بروقت شروع کرنے کا مطالبہ ------------	12
	سوالات (محکمہ سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن)	
10-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	15
11-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	51
	زیرو آور نوٹس	
12-	محکمہ ہائر ایجوکیشن کی طرف سے پرائیویٹ امتحان دے کر ماسٹر ڈگری حاصل کرنے پر پابندی کی وجہ سے ہزاروں طلباء و طالبات اعلیٰ تعلیم سے محروم--------	56
13-	صوبہ بھر کے 13 ہزار سے زائد سرکاری سکولوں کو پرائیویٹ کرنے کا معاملہ (---جاری) ------------	61
14-	سروسز ہسپتال لاہور کے ملازمین کو تنخواہوں کی ادائیگی کا مطالبہ ------------	65
15-	مویشی منڈی شیخوپورہ کے ٹھیکیدار کا بیوپاریوں سے لوٹ مار کا معاملہ ------------	67
	تحاریک استحقاق	
16-	ایم ایس شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک--------	84
17-	کورم کی نشاندہی ------------	85

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوموار،10-جون 2024	
	جلد11:شمارہ 2	
18-	فہرست کارروائی	89 --------
19-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	93 --------
20-	نعت رسول مقبول ﷺ	94 --------
	پوائنٹ آف آرڈر	
21-	حافظ آباد: پولیس کا کسان کنونشن اور معزز ممبر اسمبلی کے گھر پر دھاوا	95 --------
	دعائے مغفرت	
22-	لکی مروت میں افواج پاکستان کے شہید ہونے والے جوانوں کے لئے دعائے مغفرت	98 --------
	پوائنٹ آف آرڈر (---جاری)	
23-	حافظ آباد: پولیس کا کسان کنونشن اور معزز ممبر اسمبلی کے گھر پر دھاوا (---جاری)	99------
	سوالات (محکمہ آبپاشی)	
24-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	101--------
25-	کورم کی نشاندہی	105 --------
26-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (---جاری)	105 ---------
27-	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	111----------
28-	توجہ دلاؤ نوٹس	128 ---------
29-	تحاریک استحقاق	128 ---------
	تحاریک التوائے کار	
30-	زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے وائس چانسلر کا اپنے اختیارات سے تجاوز	129----------

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
31-	لاہور: محکمہ اوقاف کا سکنہ شاہ کمال، بلڈنگ اسلامی مشن کی جگہ پر مارکیٹ تعمیر کرنے کا معاملہ ----------	131
32-	کورم کی نشاندہی ----------	132
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)	
33-	مسودہ قانون (ترمیم) سرکاری ملازمین پنجاب 2024 ----------	133
34-	مسودہ قانون (ترمیم) پولیس آرڈر 2024 ----------	139
35-	مسودہ قانون (ترمیم) ایگریکلچرل مارکیٹنگ ریگولیٹری اتھارٹی پنجاب 2024 -------	145
36-	مسودہ قانون (ترمیم) ہیلتھ کیئر کمیشن پنجاب 2024 ----------	150
37-	مسودہ قانون اشیائے ضروریہ کی قیمتوں کا کنٹرول پنجاب 2024 ----------	155
38-	قواعد کی معطلی کی تحریک ----------	159
	قرارداد	
39-	دستور پاکستان اور Trichotomy of Power کے بنیادی اصولوں پر عملدرآمد کا مطالبہ ----------	159
40-	کورم کی نشاندہی ----------	170
41-	قواعد کی معطلی کی تحریک ----------	171
	قرارداد	
42-	9- مئی کے افسوسناک واقعات میں ملوث تمام شرپسند اور ملک دشمن عناصر کو کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ ----------	172
	پوائنٹ آف آرڈر	
43-	رحیم یار خان: خان بیلہ شہر میں دوران ڈکیتی تین کانسٹیبلان کی شہادت کا معاملہ ------	177

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
44-	قواعد کی معطلی کی تحریک	184
	قرارداد	
45-	پلاسٹک بیگز کے استعمال پر مکمل پابندی کا مطالبہ	184
	جمعرات، 13-جون 2024	
	جلد 11: شمارہ 3	
46-	بجٹ کی طلبی کا اعلامیہ	189
47-	فہرست کارروائی	191
48-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	193
49-	نعت رسول مقبول ﷺ	194
	سرکاری کارروائی	
50-	وزیر خزانہ کی سالانہ بجٹ برائے سال 25-2024 پر تقریر	195
51-	سالانہ بجٹ گوشوارہ برائے مالی سال 25-2024 کا ایوان میں پیش کیا جانا	215
52-	ضمنی بجٹ گوشوارہ برائے مالی سال 24-2023 کا ایوان میں پیش کیا جانا	215
	مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)	
53-	مسودہ قانون مالیات پنجاب 2024	216
54-	قانون خدمات پر سیلز ٹیکس پنجاب 2012 کی دفعہ 5(3) کے قواعد میں ترمیم کے تناظر میں نوٹیفکیشنز کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	216
55-	مالی خسارے کے خدشہ کا گوشوارہ برائے سال 25-2024 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	217

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	جمعرات،20-جون 2024	
	جلد11: شمارہ4	
56-	فہرست کارروائی	221
57-	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	223
58-	نعت رسول مقبول ﷺ	224
	پوائنٹ آف آرڈر	
59-	ہتک عزت بل پر جناب سپیکر کے بطور قائم مقام گورنر دستخط اور منظوری پر تحفظات	225
	بحث	
60-	سالانہ بجٹ برائے سال25-2024 پر عام بحث	228
	جمعۃ المبارک،21-جون 2024	
	جلد11: شمارہ5	
61-	فہرست کارروائی	317
62-	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	319
63-	نعت رسول مقبول ﷺ	320
	عام بحث	
64-	سالانہ بجٹ برائے سال25-2024 پر عام بحث (---جاری)	328
65-	انڈیکس	

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(43)/2024/58. Dated:4th June, 2024. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:

> "In exercise of the powers conferred under Article 109 (a) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **Sardar Saleem Haider Khan,** Governor of the Punjab, hereby summon Provincial Assembly of the Punjab to meet on **07th June, 2024 (Friday) at 2:00 pm** in the Provincial Assembly Chambers, Lahore.

Dated: Lahore, the 4th June, 2024

SARDAR SALEEM HAIDER KHAN
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

3

ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(34)/2024/59. Dated: 6 June, 2024. Pursuant to the provisions of clause (3) of Article 53, read with Article 127, of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **Mr Zaheer Iqbal, Deputy Speaker**, Provincial Assembly of the Punjab, shall act as Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, with immediate effect, vice **Malik Muhammad Ahmad Khan, Speaker**, Provincial Assembly of the Punjab, who has assumed office of the Acting Governor.

CH AMER HABIB
Secretary General

5

فہرست کارروائی

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

جمعۃ المبارک 7-جون 2024

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

زیرو آور نوٹس

GOVERNMENT BUSINESS

CONSIDERATION AND PASSAGE OF BILLS

1. THE PUNJAB CIVIL SERVANTS (AMENDMENT) BILL 2024 (BILL No. 02 OF 2024)

   A MINISTER to move that the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2024, as recommended by Special Committee No. 01, be taken into consideration at once.

   A MINISTER to move that the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2024, be passed.

2. THE POLICE ORDER (AMENDMENT) BILL 2024 (BILL NO. 03 OF 2024)

   A MINISTER to move that the Police Order (Amendment) Bill 2024, as recommended by Special Committee No. 01, be taken into consideration at once.

   A MINISTER to move that the Police Order (Amendment) Bill 2024, be passed.

6

3. THE PUNJAB AGRICULTURAL MARKETING REGULATORY AUTHORITY (AMENDMENT) BILL 2024 (BILL NO. 04 OF 2024)

A MINISTER to move that the Punjab Agricultural Marketing Regulatory Authority (Amendment) Bill 2024, as recommended by Special Committee No. 01, be taken into consideration at once.

A MINISTER to move that the Punjab Agricultural Marketing Regulatory Authority (Amendment) Bill 2024, be passed.

4. THE PUNJAB HEALTHCARE COMMISSION (AMENDMENT) BILL 2024 (BILL NO. 05 OF 2024)

A MINISTER to move that the Punjab Healthcare Commission (Amendment) Bill 2024, as recommended by Special Committee No. 01, be taken into consideration at once.

A MINISTER to move that the Punjab Healthcare Commission (Amendment) Bill 2024, be passed.

5. THE PUNJAB PRICE CONTROL OF ESSENTIAL COMMODITIES BILL 2024 (BILL NO. 06 OF 2024)

A MINISTER to move that the Punjab Price Control of Essential Commodities Bill 2024, as recommended by Special Committee No. 01, be taken into consideration at once.

A MINISTER to move that the Punjab Price Control of Essential Commodities Bill 2024, be passed.

7

صوبائی اسمبلی پنجاب

ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر	:	ملک محمد احمد خان
جناب ڈپٹی سپیکر	:	ملک ظہیر اقبال چنڑ
وزیر اعلیٰ	:	محترمہ مریم نواز شریف

پینل آف چیئر پرسنز

1-	جناب سعید اکبر خان، ایم پی اے	:	پی پی-93
2-	جناب سمیع اللہ خان، ایم پی اے	:	پی پی-145
3-	سید علی حیدر گیلانی، ایم پی اے	:	پی پی-213
4-	جناب خرم خان ورک، ایم پی اے	:	پی پی-48

کابینہ

1- محترمہ مریم اورنگزیب: سینئر وزیر

منصوبہ بندی و ترقیات، تحفظ ماحول و موسمیاتی تبدیلی
جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری اور وزیر اعلیٰ
کے خصوصی اقدامات

2- سید محمد عاشق حسین شاہ : وزیر زراعت

3- جناب محمد کاظم پیرزادہ : وزیر آبپاشی

- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-II)2-13/2024 مورخہ 6-مارچ 2024 وزراء کو ان کے محکمہ جات کا چارج تفویض کیا گیا۔
- نوٹیفکیشن مورخہ 15-اپریل 2024 کے تحت جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن (وزیر خزانہ) کو پارلیمانی امور کا اضافی چارج تفویض کیا گیا۔
- نوٹیفکیشن مورخہ 2-مئی 2024 کے تحت جناب صہیب احمد ملک (وزیر مواصلات و تعمیرات) کو (قانون) کا اضافی چارج تفویض کیا گیا۔

8

4-	رانا سکندر حیات	:	وزیر سکولز ایجوکیشن
5-	خواجہ عمران نذیر	:	وزیر پرائمری و سیکنڈری ہیلتھ کیئر
6-	خواجہ سلمان رفیق	:	وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز
7-	جناب ذیشان رفیق	:	وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی
8-	جناب بلال اکبر خان	:	وزیر ٹرانسپورٹ و ماس ٹرانزٹ
9-	جناب صہیب احمد ملک	:	وزیر مواصلات، تعمیرات و قانون
10-	محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری	:	وزیر اطلاعات
11-	جناب بلال یٰسین	:	وزیر خوراک
12-	جناب رمیش سنگھ اروڑا	:	وزیر اقلیتی امور
13-	جناب فیصل ایوب کھوکھر	:	وزیر کھیل
14-	جناب شافع حسین	:	وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری
15-	سردار شیر علی گورچانی	:	وزیر کانکنی و معدنیات
16-	جناب سہیل شوکت بٹ	:	وزیر سماجی بہبود و بیت المال
17-	جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن	:	وزیر خزانہ و پارلیمانی امور

ایڈووکیٹ جنرل

جناب خالد اسحاق

ایوان کے افسران

سیکرٹری جنرل	:	چودھری عامر حبیب
ڈائریکٹر جنرل (پارلیمانی امور)	:	جناب خالد محمود
ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)	:	جناب علی حسنین بھلی

9

صوبائی اسمبلی پنجاب

اٹھارہویں اسمبلی کا گیارہواں اجلاس

جمعتہ المبارک،7-جون 2024

(یوم الجمعہ،29-ذیقعد1445ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں شام4 بج کر42منٹ پرزیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر ملک ظہیر اقبال چنڑ منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری رمضان قادر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمo

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۗ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ۗ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۚ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ(197)

سورۃ البقرہ(آیت نمبر197)

حج کے مہینے (معین ہیں جو) معلوم ہیں تو جو شخص ان مہینوں میں حج کی نیت کرلے تو حج (کے دنوں) میں نہ عورتوں سے اختلاط کرے نہ کوئی بُرا کام کرے نہ کسی سے جھگڑے۔ اور جو نیک کام تم کروگے وہ اللہ کو معلوم ہو جائے گا اور زادِ راہ (یعنی رستے کا خرچ) ساتھ لے جاؤ کیونکہ بہتر (فائدہ) زادِ راہ (کا) پرہیز گاری ہے اور اے اہل عقل مجھ سے ڈرتے رہو(117)

وَمَا عَلَینَا اِلاَّ البَلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

تھی جس کے مقدر میں گدائی تیرے در کی
قدرت نے اسے راہ دکھائی تیرے در کی
اک نعمت عظمیٰ سے وہ محروم رہے گا
جس شخص نے خیرات نہ پائی تیرے در کی
یہ ارض و سماوات تری ذات کا صدقہ
محتاج ہے یہ ساری خدائی تیرے در کی
رویا ہوں میں اُس شخص کے قدموں سے لپٹ کر
جس نے بھی کوئی بات سنائی تیرے در کی
آیا ہے نصیر آج تمنا یہی لے کر
پلکوں سے کئے جائے صفائی تیرے در کی

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

دعائے مغفرت

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! جناب فلک شیر اعوان، ایم پی اے، حلقہ پی پی۔22 کی والدہ محترمہ وفات پا گئی ہیں ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! میرے حلقہ میں ایک قتل ہوا ہے مرحوم کے لئے بھی دعائے مغفرت کرائی جائے۔

معزز رکن اسمبلی جناب فلک شیر اعوان کی والدہ محترمہ اور معزز رکن اسمبلی جناب شہباز احمد کے حلقہ میں قتل ہونے والے شخص کے لئے دعائے مغفرت

جناب قائم مقام سپیکر: اجتماعی دعا کرا لیتے ہیں، جی، مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے دعائے مغفرت کرائی جائے۔

(اس مرحلے پر مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے دعائے مغفرت کرائی گئی)

پینل آف چیئرپرسنز

جناب قائم مقام سپیکر: میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئرپرسنز کا اعلان کریں۔

سیکرٹری جنرل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قوائد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز اراکین پر مشتمل پینل آف چیئرپرسنز نامزد فرمایا ہے۔

1۔	جناب سعید اکبر خان، ایم پی اے	:	پی پی-93
2۔	جناب سمیع اللہ خان، ایم پی اے	:	پی پی-145
3۔	سید علی حیدر گیلانی، ایم پی اے	:	پی پی-213
4۔	جناب خرم خان ورک، ایم پی اے	:	پی پی-48

شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

اجلاس کی کارروائی بروقت شروع کرنے کا مطالبہ

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں ایک بڑے serious note پر بات کرنا چاہتا ہوں اور اس پر میں آپ کی رولنگ بھی چاہوں گا۔ مسئلہ یہ ہے کہ This has become a routine کہ آج آپ نے پونے تین گھنٹے کے بعد اجلاس شروع کیا ہے۔ Are we students or we are just street mongers? کہ ہم فارغ لوگ ہیں، آپ اجلاس شروع کریں جیسے بھی ہے مگر this is uncalled for یہ سارے respectable members ہیں آ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اگر آپ کے پاس ٹائم نہیں ہے، یہ دیکھیں کہ There is always a time limit بچے سکول پڑھنے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پانچ منٹ لیٹ ہونے پر اندر نہیں جانے دیتے۔ آپ کی اسمبلی ہے یہ بیچارے ملازمین آتے ہیں، the secretariat is working very high تو اس کا نتیجہ ہے، منسٹرز جو کام کر رہے ہیں، ہم یہاں صبح سے بیٹھے ہوئے ہیں، پہلے بجٹ ٹریننگ attend کی ہے۔ This is uncalled for، اس پر I would like to have your ruling that session should start at the proper time اور آپ اجلاس وقت پر شروع کریں اور وقت پر ختم کریں۔ آپ دیکھتے نہیں ہیں کہ لوگ سڑکوں پر رُل رہے ہیں اور ہم آرام سے ٹھنڈی

جگہ بیٹھے ہیں تو what are you doing for اس لئے میری گزارش ہے کہ آپ اس پر پہلے رولنگ دیں کہ .The House will start immediately on the time

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راناصاحب! بالکل ٹھیک ہے۔ جی، وزیر پارلیمانی امور!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں جناب آفتاب احمد خان کی بات سے agree کروں گا اور ہم نے بھی جناب سپیکر سے request کی تھی کہ اجلاس ٹائم پر شروع کرنا چاہئے۔ میں نے ان سے request کی تھی کہ اگر کوئی problem ہے تو اس میں ایک گھنٹے کا مارجن رکھ لیں بلکہ اگر آپ ابھی رولنگ دیں اور معزز ممبران کو بتادیں کہ اجلاس کا ٹائم دو بجے ہے تو ہم تین بجے سے پہلے پہلے اجلاس شروع کر دیں گے تاکہ معزز ممبران ٹائم پر آجائیں اور اجلاس شروع ہو جائے۔ آپ اس پر gradually کوشش کریں کہ معزز ممبران کو عادت ڈالی جائے اور ہم آہستہ آہستہ اس کو دو سے اڑھائی بجے پر لے کر آئیں اور پھر دو بجے کا مطلب ہو کہ دو بجے ہی اجلاس شروع ہونا ہے۔ بہت شکریہ

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راناصاحب!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! No concession of time آپ اجلاس دو بجے شروع کریں اور آپ صرف تین دن اجلاس ٹائم پر شروع کر دیں تو سب لوگ ٹائم پر آنا شروع ہو جائیں گے۔ یہ آپ کی گورنمنٹ کا بزنس ہے۔ آج آپ اپنے بزنس کے لئے کورم پورا کر رہے تھے تو میری گزارش ہے کہ آپ kindly اس کا ٹائم دو بجے کر دیں don't give them grace time , if something happen کوئی serious ہوتا ہے جیسے آپ کہتے ہیں کہ under the relevant rules، یہ official gallery والے بھی ہمارا مذاق اڑاتے ہیں کہ آپ ٹائم پر اجلاس شروع نہیں کرتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: راناصاحب! بالکل ٹھیک ہے آپ کا point بالکل valid ہے اور میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کا بھی point valid ہے لیکن گزارش یہ ہے کہ اگر اجلاس دو بجے call ہے تو ہم دو بجے اجلاس شروع کرنے کے بالکل پابند ہیں۔ ہم اجلاس شروع کر دیں گے لیکن آپ نے

timely وہ بھی benches سے ہیں وہ بھی اپوزیشن جو ممبران معزز کے آپ ہے کروانا make sure آئیں اور جو گورنمنٹ benches سے ہیں وہ بھی timely آئیں۔ اس میں ایک چیز اور بھی ہوگی کہ کوئی بھی اپوزیشن کا honorable member اس بات کی guarantee دے کہ ہم کورم پوائنٹ آؤٹ نہیں کریں گے تو ہم ٹائم پر اجلاس شروع کر دیں گے۔ اگر ٹائم دو بجے ہے تو ہم اجلاس دو بجے start کر دیں گے تاکہ کسی بھی honorable member کا ٹائم ضائع نہ ہو۔ ہم ٹائم پر آجاتے ہیں لیکن معزز ممبران ہی لیٹ آتے ہیں۔

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! میں اپوزیشن کی طرف سے یقین دہانی کرواتا ہوں کہ ہمارے لوگ ٹائم پر آیا کریں گے اور اگر ہم لیٹ ہوں تو آپ اپنی مرضی کا جرمانہ ڈالیں۔ ہمارے لوگ ٹائم پر آئیں گے اور ان کو کہیں کہ یہ بھی ٹائم پر آئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا شہباز احمد صاحب! جرمانہ نہیں کہتے لیکن آپ please یہ چیز make sure کرائیں کہ آپ timely آئیں گے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! گورنمنٹ کی طرف سے میں بھی آپ کو surety دیتا ہوں کہ ہمارے معزز ممبران بھی ان شاء اللہ ٹائم پر آئیں گے، ہم ان کو بتا دیں گے اور میں آپ سے request کروں گا کہ جو Monday کو session ہے اُس کے لئے آپ آج بتا دیں کہ Monday کو session ٹائم پر ہونا ہے تاکہ ہم سب کو یہ convey کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! ہم Monday کے session کا جو بھی ٹائم رکھیں گے میں آج یہاں پر آپ سب کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی ممبر آئے یا نہ آئے یہاں پر session timely start ہو جائے گا۔

(اذان عصر)

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب امجد علی جاوید!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! گزشتہ اجلاس میں، میں نے گزارش کی تھی اور سپیکر صاحب نے رولنگ بھی دی تھی کہ اردو ہماری قومی زبان ہے یہاں اس کا خیال نہیں رکھا جا رہا۔ میں تو ایک ٹاٹ سکول کا پڑھا ہوا ہوں مجھے انگریزی سمجھ نہیں آتی۔ ہمارے فاضل اپوزیشن کے دوست کوئی Aitchisonian ہے، کوئی Sadqian ہے، کوئی گھوڑا گلی کا پڑھا ہوا ہے انہیں تو انگریزی آتی ہے لیکن مجھے نہیں آتی۔ میں نے یہ گزارش کی تھی کہ تمام مسودے اردو میں laydown ہوں گے۔ سپیکر صاحب نے اس پر رولنگ دی تھی لیکن آج پھر ساری reports یا bill انگلش میں ہی ہیں تو مہربانی کریں اس پر implement کروائیں، گزشتہ دور میں بھی اس پر رولنگ تھی اور یہ practice ہوتی رہی ہے لیکن اس اسمبلی کے شروع سے ہی یہ پریکٹس ختم کر دی گئی ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: امجد صاحب! آپ ذرا چیک کریں میرے خیال میں اردو میں بھی موجود ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرے پاس تو یہ ساری انگلش کاپیاں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، امجد صاحب کو bills کی اردو کاپیاں پہنچائیں۔

(اس مرحلے پر معزز ممبر جناب امجد علی جاوید کو bills کی اردو کاپیاں مہیا کی گئیں)

سوالات

(محکمہ سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے تو آج کے ایجنڈے پر محکمہ سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال جناب محمد ندیم قریشی کا ہے۔ جی، جناب ندیم قریشی سوال نمبر بول دیں۔

جناب محمد ندیم قریشی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر بہت شکریہ۔ میں منسٹر صاحب کا بھی شکر گزار ہوں کہ تشریف فرماہیں۔ میرا سوال نمبر 139 ہے جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کے مختلف اضلاع میں ہسپتالوں کی عمارات کی تعمیر اور رقوم کی فراہمی سے متعلقہ تفصیلات

***139: جناب محمد ندیم قریشی:** کیا وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم فروری 2023 سے آج تک ملتان، لاہور، فیصل آباد، ڈیرہ غازی خان، ساہیوال، راولپنڈی، گوجرانوالہ، گجرات، سیالکوٹ اور سرگودھا کے کس کس ہسپتال اور ٹیچنگ ہسپتال کی عمارت کی تعمیر upgradation کی Revamping اور دیگر کاموں کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ رقم فراہم کی گئی ہے ان کی تفصیل ہسپتال وار آگاہ فرمائیں۔

(ب) ملتان میں کون کون سے ہسپتالوں کی بہتری پر کام جاری ہے۔

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق):

(الف) یکم فروری 2023 سے آج تک ملتان، لاہور، فیصل آباد، ڈیرہ غازی خان، ساہیوال، راولپنڈی، گوجرانوالہ، گجرات، سیالکوٹ اور سرگودھا کے ہسپتال اور ٹیچنگ ہسپتال کی عمارات کی تعمیر upgradation کی Revamping و دیگر کاموں کے لئے فراہم کی گئی رقم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ملتان کے مندرجہ ذیل ہسپتالوں کی بہتری پر کام تیزی سے جاری ہے۔ جس کا کل تخمینہ لاگت 4.1۔ارب روپے ہے۔ اس میں سے اب تک 1.338۔ارب روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔

نشتر ہسپتال ملتان

چلڈرن ہسپتال ملتان

چوہدری پرویز الٰہی انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، ملتان۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! اہم نقطہ کیا ہے جب کوئی بھی public representative کوئی سوال کرتا ہے تو اس کا بنیادی مقصد اس ادارے میں کوئی بہتری لانا ہوتا ہے یا اس پورے مقدس ہاؤس کو وہاں پر جو genuine situation ہے اس کے حوالے سے باخبر کرنا ہوتا ہے۔ اب یہ جتنے جوابات یہاں ایوان میں پیش کئے گئے ہیں میری معلومات اور میری تحقیق کے مطابق یہ سب غلط ہے۔ اب اس جواب کے جزو(ب) میں جو جواب وہاں کی ایڈمنسٹریشن نے دیا وہ فرماتے ہیں 1.338 ارب روپے وہاں خرچ ہو چکے ہیں۔ صورتحال یہ ہے کہ جب اگلے سوال میں ہم جاتے ہیں تو ہمیں وہاں ان ہاسپٹلز میں ڈیلی کے patients جو outdoor میں بھی اور جو ایمرجنسی میں جاتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: Order in the House

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! کیا میں یہ سوال کرنے کی جسارت کر سکتا ہوں کہ یہ 1.338 ارب روپے صرف تختیاں لگانے کے شوق میں خرچ ہو چکا ہے اور یہ ہسٹری میں پہلی بار ہوا کہ کسی کیئر ٹیکر گورنمنٹ نے اتنی بڑی رقم خرچ کی اور ایک بھی کام اس میں ایسا نہیں کیا گیا جس سے patients کو بہتری ہو، جس سے مریض کو سکون ہو، جس سے مریض کے ساتھ جو لوگ ہوتے ہیں ان کو کوئی سہولت ہو۔ میری وزیر موصوف سے بڑی ادب اور انکساری کے ساتھ گزارش ہو گی کہ کیا وہ فرما سکیں گے کہ اس 1.338 بلین روپے میں جو ابھی تک expenditure ہو چکے ہیں اُس میں کتنے پیسے ایسے ہیں جو مریضوں کی ویلفیئر کے لئے خرچ ہوئے ہیں یا وہاں صرف کچھ لوگوں کی خواہشات کی تکمیل کے لئے کنسٹرکشن کی گئی ہے ramps بنائے گئے ہیں، کیا اس سے کوئی ایسی ایمرجنسی ایکسٹینشن کی گئی ہے کوئی نئے آپریشن تھیٹرز بنائے گئے ہیں یہی میرا سوال ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن!

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ میں شکر گزار ہوں جناب ندیم قریشی کا بالکل انہوں نے درست فرمایا کہ ہر سوال بہتری کے لئے ہے، ہمیں اپنے تمام معزز ممبران پر اس چیز کا اعتماد ہے

جوrenovationکا پروگرام ہے یہ پچھلی گورنمنٹ میں شروع کیا گیا تھااور ویسے اس کی ضرورت بھی تھی بعضhospitals میں اتنا پرانا سٹرکچر تھا کہ وہاں پر مریضوں کو مشکلات کا سامنا تھا۔ ان میں تقریباًmaximumشہر اورmaximum projects ہیں جن کو میں نے خود وزٹ کیا ہے اور ہم ریگولر وزٹ کر رہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جو سرکاری ہسپتال ہیں ان پر لوڈ بہت زیادہ ہے اور جو renovation کا وہاں پر کام ہو تا ہے چاہے theaters ہوں، indoor ہوں، wardsہوں وہاں پرpatientsکو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہم دو شفٹوں میں کام کروا رہے ہیں اور ملتان سمیت جتنے بھی شہر ہیں وہاں پر چونکہ ہسپتال کا ہی کام ہو رہا ہے چاہے ramp ہے، چاہےward ہے، چاہےtheater ہے یا لفٹ کا کام بہتر ہونا ہے یا فرنٹ ایلیویشن بہتر ہونا ہے اس کا فائدہ تو براہ راستpatients کو ہی ہے اگر ہسپتالز ایک اچھےambianceپر ہو گا اس میںproperسسٹم ہو گا،beds بہتر ہوں گے صاف ہوں گے،air condition ہو گا تو اس کا فائدہ تو عامpoor patientsکو ہو گا۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!Supplementary question

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر !میرا وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال ہے کہ یہ جو technology, education, career, products, میں upgradation ہے اب upgradation infrastructure, skills and status آتا ہے کیا منسٹر موصوف بتا سکیں گے کہupgradationکر رہے ہیں یاrevamping کر رہے ہیں ان کاmain focus کن چیزوں پر ہے اور کتنے کتنے پیسے ان پہ خرچ ہوئے ہیں؟

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! پہلی بات ہے کہdetail تو اس میں نوٹ ہے کہ کس سکیم پہ کتنے پیسے لگ رہے ہیں جو رانا صاحب نے فرمایا ہے دیکھیںHuman Resource Capacity Building تو ہماری یونیورسٹیز میں میڈیکل کالجز میں ہوتی ہے، ہم نے میڈیکل کالج کےcurriculumکو بہتر کیا ہے۔ نرسز کےcurriculum کو بہتر کیا ہے۔ نرسز کے تمام سکول اس وقتproper college بن

رہے ہیں، ان کے hostels ان کے washrooms ان کی labs ان کے lecture rooms ان کا curriculum ان کی faculty ہم ایک ایک چیز پر کام کر رہے ہیں یہ جو اس وقت سوال کیا گیا focus یہ ہے renovation سے متعلقہ ہے اس میں جو Human Resource ہے Capacity Building اُس پر ہم علیٰحدہ کام کر رہے ہیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اگر وہاں پر آپ کی مشینری، میڈیسن، ایکسرے مشین، آپریشن تھیٹر اور آپ کے ایف آئی سی میں issues ہیں تو renovation سے پھر کیا فرق پڑتا ہے؟ میں نے پڑھ کے بھی سنایا ہے کہ this is what I have read in the dictionary تو میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ upgradation ضرور کریں مگر جب تک وہاں پر required medical related facilities نہیں ہوں گی، ڈاکٹرز پورے نہیں ہوں گے، آپریشن تھیٹرز نہیں ہوں گے، ہسپتالوں میں ایکسرے ڈیپارٹمنٹ اور anesthesia department affected نہیں ہو گا تو renovation سے پھر کیا فرق پڑتا ہے کیونکہ آئے روز مریضوں کا ہسپتالوں میں رش بڑھتا چلا جا رہا ہے یہ ٹھیک ہے محنت کر رہے ہوں گے لیکن میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ صرف ہسپتال کی بلڈنگ پر پیسے لگا رہے ہیں یا اس کے انفراسٹرکچر اور ہسپتال کی مشینری کے لئے بھی کچھ کر رہے ہیں؟

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! جیسا کہ رانا صاحب نے فرمایا ہے تو پہلی بات یہ ہے کہ renovation میں بلڈنگ کے علاوہ تھیٹرز بھی شامل ہیں جہاں پر need base demand ہوتی ہے یا جہاں لوکل انسٹیٹیوٹ کہتا ہے وہاں پر تھیٹرز کو update کیا جاتا ہے اگر کہیں پر elevator کا کام ہوتا ہے وہاں پر elevator کا کام کیا جاتا ہے لیکن جیسا کہ انہوں نے مشینوں کی بات کی ہے تو مشینیں تو ایک ongoing process ہے جتنی بھی ہمارے پاس مشینیں موجود ہیں، ان مشینوں کا companies کے ساتھ کنٹریکٹ ہے اس لئے ان مشینوں کی maintenance کمپنیوں کی ذمہ داری ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ مزید procurement ہوتی رہتی ہے، ظاہر ہے کہ ایک fiscal phase ہے ایک شعبے کے لئے جتنا بجٹ ہوتا ہے تو اس بجٹ میں رہ کر ڈیپارٹمنٹ نے کام کرنا ہوتا ہے لہٰذا ہمارے پاس

جتنی maximum amount موجود ہے اس amount کے مطابق ہم کام کر رہے ہیں ہم آہستہ آہستہ مشینیں بھی تبدیل کر رہے ہیں، ہمیں مشکلات در پیش ہیں، ہمارے اوپر بہت لوڈ ہے، کئی جگہوں پر پرانی مشینیں بھی موجود ہیں لیکن مشینوں کو phase wise ADP schemes میں ڈال کر ان کو بہتر کر رہے ہیں۔

جناب محمد بلال یامین: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ خواجہ صاحب! جی، بلال یامین صاحب یہ آپ کا آخری ضمنی سوال ہے۔

جناب محمد بلال یامین: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ جاننا چاہوں گا کہ اس سوال میں راولپنڈی کا بھی ایک ہسپتال شامل ہے اور اس کی revamping and upgradation ہو رہی ہے۔ کیا وزیر موصوف ہمیں بتا سکیں گے کہ یہ کام وہاں پر کب تک مکمل ہو جائے گا کیونکہ اس ہسپتال کے بند ہونے کی وجہ سے باقی ہسپتالوں میں مریضوں کا رش بہت بڑھ گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! بلال صاحب نے بالکل ٹھیک کہا ہے اور اس حوالے سے 30-جون cut of date ہے، میں چار دن پہلے خود ہولی فیملی ہسپتال کی ایک ایک جگہ دیکھ کر آیا ہوں اس ہسپتال کی بیسمنٹ اور سیکنڈ فلور کا کچھ کام ہونا باقی ہے۔ سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ دو شفٹوں میں کام کر رہا ہے، وہاں پر کنٹریکٹر، کنسلٹنٹ اور وی سی صاحب بھی موجود تھے تو میں نے کام مکمل کرنے کے حوالے سے ٹارگٹ دے دیا ہے اور اس کے بعد پھر ہیلتھ سیکرٹری نے بھی وہاں کا وزٹ کیا ہے تو ہم weekly basis پر وہاں وزٹ کر رہے ہیں اور کبھی خواجہ عمران صاحب، کبھی میں اور کبھی علی جان جاتے ہیں۔ سی اینڈ ڈبلیو اس حوالے سے بہت اچھا کام کر رہا ہے، صہیب احمد ملک اور سیکرٹری سی اینڈ ڈبلیو بھی بہت اچھا کام کر رہے ہیں ہمارا ایک واٹس ایپ گروپ بھی بنا ہوا ہے اور ہر جگہ کی مانیٹرنگ کی جا رہی ہے اور ان شاء اللہ ہولی فیملی ہسپتال 30-جون تک مکمل طور پر functional ہو جائے گا۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شفیع صاحب! آپ اگلے سوال پر اپنا ضمنی سوال کر لیجئے گا کیونکہ اس پر پہلے ہی پانچ ضمنی سوال ہو چکے ہیں، اگلا سوال جناب محمد ندیم قریشی کا ہے، سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میرا سوال نمبر 140 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ملتان، چودھری پرویز الٰہی انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں آؤٹ ڈور اور ایمر جنسی میں مریضوں کی تعداد ایمر جنسی کی حالت اور سہولیات سے متعلقہ تفصیلات

***140: جناب محمد ندیم قریشی:** کیا وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چودھری پرویز الٰہی انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی ملتان میں روزانہ اوسطاً آؤٹ ڈور اور ایمر جنسی میں کتنے مریض آتے ہیں؟

(ب) ان مریضوں کے لئے کتنے ڈاکٹرز اور دیگر ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ج) ایمر جنسی کتنے بیڈز پر مشتمل ہے ایمر جنسی کے روزانہ کے اوسطاً اخراجات کتنے ہیں؟

(د) ایمر جنسی میں کون کون سی سہولیات میسر ہیں یا مریضوں کو فراہم کی جا رہی ہیں؟

(ہ) ایمر جنسی اور دیگر کون کون سی جگہ پر کون کون سی مشینری نصب ہے چالو اور خراب علیحدہ علیحدہ تفصیل دی جائے؟

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمر جنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق):

(الف) ایمر جنسی میں روزانہ کی بنیاد پر اوسطاً 300 سے 400 تک مریض آتے ہیں اور آؤٹ ڈور میں روزانہ کی بنیاد پر اوسطاً 1500 سے 1600 تک مریض آتے ہیں۔

(ب) ایمرجنسی ڈیپارٹمنٹ میں Consultants=10، MO/WMO=27، PG Trainee=130، Nurses=71، Paramedical Staff=10 اور Class IV=37 کام کرتے ہیں۔

آوٹ ڈور ڈیپارٹمنٹ Consultants = 13، MO/ WMO=25، Nurses= 25، Paramedical Staff= 22 اور Class IV=30 کام کرتے ہیں۔

(ج) ایمرجنسی 67 بیڈز پر مشتمل ہے اور ایمرجنسی میں اوسطاً ایک مریض پر 6000 سے 7000 روپے تک کے اخراجات ہوتے ہیں۔

(د) تمام ایمرجنسی سہولیات، بشمول زندگی کو محفوظ رکھنے والی تمام ادویات اور ٹیسٹ (Echocardiography, Primary Angiography, CT Scan,ECG, X-Ray,Labortory Test) ایمرجنسی میں بغیر کسی چارجز کے 24 گھنٹے فراہم کی جاتی ہیں۔

(ہ) ہسپتال ہذا کی ایمرجنسی میں کل 6 ای سی جی مشینیں، 2 ایکو کارڈیو گرافی، 1 ایکسرے مشین اور 1 انجیو گرافی مشین نصب ہے۔اس کے علاوہ کل 31 وینٹی لیٹرز ہیں جن میں سے 29 فعال ہیں اور 2 وینٹی لیٹر زیر مرمت ہیں۔دیگر مشینری کی تنصیبات کی ضمیمہ (الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کسی بھی سوال کے جواب میں جو تفصیلات فراہم کی جاتی ہیں وہ تفصیلات ہمیں اگر ایک یا دو روز پہلے مل جائیں تاکہ ہم ان کو پڑھ کر آپ کی اور آپ کی گورنمنٹ کی خدمت میں کچھ عرض کر سکیں، یہ اب ہمیں 300 صفحات پر مشتمل جواب دے دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: قریشی صاحب! آپ کون سے جزو کی بات کر رہے ہیں؟

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! میں ہر ایک سوال کے جواب کی بات کر رہا ہوں۔ میرے جتنے بھی سوالات ہیں ان کے جواب میں مجھے کوئی 14، 12 صفحات پر مشتمل تفصیلات فراہم کر دی گئی ہیں جو کسی بھی شخص کے لئے ممکن نہیں ہے کہ ان تفصیلات کو فوری طور پر پڑھ کر اس حوالے سے کوئی سوال کر سکے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے کسی ساتھی چاہے وہ حکومتی بنچز سے

ہوں یا اپوزیشن بنچز سے ہوں اس کو یہ تفصیلات ایک یا دو روز پہلے فراہم کی جائیں گی تو بہتر ہو گا۔ میں پھر گزارش کروں گا کہ اس ڈیپارٹمنٹ کے منسٹر خواجہ سلمان رفیق صاحب ہیں اور میں ذاتی طور پر ان کا معتقد ہوں اور وہ تجربہ کار بھی ہیں۔ میرا سوال دینے کا مقصد قطعاً کوئی political weightage لینا نہیں ہے۔ چودھری پرویز الٰہی انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی ملتان، جنوبی پنجاب کا وہ واحد ہیلتھ انسٹیٹیوٹ ہے جو کہ cardiac patients کے لئے ایک بہت بڑی blessing ہے۔ چودھری پرویز الٰہی کو اس کا کریڈٹ جاتا ہے اور یہ پنجاب کی 76 سالہ تاریخ میں ہیلتھ کے حوالے سے سب سے بڑی revolution تھی چونکہ آپ کا اور میرا تعلق بھی جنوبی پنجاب سے ہے تو میرا سوال دینے کا مقصد قطعاً وہاں کی ایڈمنسٹریشن یا ڈاکٹرز کو تنگ کرنا نہیں ہے کیونکہ مجھے آج کچھ journalists نے فون کئے اور کہا کہ آپ یہ جو question raise کر رہے ہیں تو کس سے ناراض ہیں یا آپ کو کیا کوئی ایشو ہے یا آپ کے کسی مریض کو یہاں پر take care نہیں کیا گیا تو میں نے کہا میرا قطعاً ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے چیف ایگزیکٹیو سے لے کر پیرامیڈیکل سٹاف تک تمام لوگ بہت ہی معزز ہیں اور وہاں پر بہت اچھی ٹیم کام کر رہی ہے۔ میری صرف یہ گزارش ہے کہ پچھلی نگران حکومت میں billions of rupees کی investment کی گئی تو ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ یہ جو billions of rupees کی investment کی گئی ہے اس سے عام آدمی کو فائدہ پہنچا ہے یا وہ پیسے صرف اس مقصد کے لئے خرچ کئے گئے ہیں کہ تاکہ ہمارا نام بنے؟

جناب قائم مقام سپیکر: قریشی صاحب! آپ کا ضمنی سوال کیا ہے، سوال تو کریں؟

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! میں سوال ہی کرنے لگا ہوں کہ انہوں نے میرے سوال کے جزو (الف) کے جواب میں فرمایا ہے کہ وہاں ایمرجنسی کی بنیاد پر روزانہ 300 سے 600 مریض اور آؤٹ ڈور میں 1500 مریض آتے ہیں اور یہ مریضوں کی مجموعی تعداد تقریباً 2000 ہو جاتی ہے میں بالکل اس بات کو مانتا ہوں کہ ایسا ہی ہو گا اب ساتھ ہی یہ آگے فرماتے ہیں کہ ایمرجنسی ڈیپارٹمنٹ میں Consultants=10، MO/WMO=27، PG Trainee=130، Nurses=71 ، Paramedical Staff=10 اور Class IV=37 کام کرتے ہیں ، اب آپ خود دیکھیں کہ یہ جواب بالکل غلط ہے لہٰذا میں وزیر موصوف سے request کروں گا کہ

یہ ایکsudden visit جنوبی پنجاب کا کریں آج جس وقت میں آپ سے گفتگو کر رہا ہوں یہ جو اپنے جواب میں 10 consultants موجود ہونے کا ذکر کر رہے ہیں مگر اس وقت وہاں کی ایمرجنسی میں ایک کنسلٹنٹ بھی موجود نہیں ہے، وہاں پر کنسلٹنٹ کسیVIP patient کے لئے پروٹوکول کال پرavailable ہوتے ہیں، عامpatients وہاں پر صرف اور صرف MO;s and WMO;s کے رحم و کرم پر ہیں۔ آپ اور یہ پورا ہاؤس اس بات کو جانتا ہے کہ کارڈک مریض جب ایمرجنسی میں جاتا ہے تو اس کی کیا صورت حال ہوتی ہے؟ میں گزارش کروں گا کہ وزیر موصوف اس سوال کوreview بھی کریں اور ان سے پوچھیں کہ وہ کون سے consultants ہیں، کاش وہ اس جواب میں ان کے نام بھی mention کر دیتے کیونکہ میں ملتان سے ہوں اور یہ کارڈیالوجی ہسپتال میرے حلقے میں ہی شامل ہے۔ دوسرا جزو(ج) کے جواب میں یہ فرماتے ہیں کہ وہاں ایمرجنسی 67 بیڈز پر مشتمل ہے، اب یہ بیڈز کی تعداد میرے لئے بڑی حیرانی کی بات ہے کیونکہ وہاں موقع پر صرف 31 بیڈز ہیںI don't know کہ یہwrong figure دے کر کیا target achieve کیا جا رہا ہے؟ اس کے ساتھ وہ فرماتے ہیں کہ میں رانا آفتاب صاحب اور اپنے چیف وہپ صاحب کی بھی توجہ چاہوں گا یہ اس جواب میں فرماتے ہیں کہ ایمرجنسی میں اوسطاً ایک مریض پر روزانہ 6000 سے 7000 روپے تک کے اخراجات ہوتے ہیں یہ بالکل جھوٹ ہے، ہیلتھ کارڈ جو عمران خان صاحب کے دور میں شروع کیا گیا، صحت کارڈ جس کو آج بھی استعمال کیا جا رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔ پلیز، آپ اپنا ضمنی سوال کریں۔ آپ نے تو تقریر شروع کر دی ہے۔

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! یہ بہت اہم بات ہے۔ ہم نے تین گھنٹے آپ کا انتظار کیا ہے لہٰذا آپ ہمیں دو منٹ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے صرف یہاں پر نشاندہی کرنی ہے اور منسٹر صاحب نے جواب دینا ہے۔

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! مجھے گزارش تو کر لینے دیں یا تو آپ مجھ سے جواب طلب کر لیں یا مجھے میرے ساتھی موصوف سے جواب طلب کر لینے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تو speech کرنے لگ گئے ہیں۔

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! میں speech نہیں کر رہا بلکہ میں آپ کو ایک چیز بتا رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ پلیز ضمنی سوال پوچھیں۔

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! جو ہسپتال ابھی بنے ہی نہیں ہیں تو آپ ان کے نام اپنے لیڈرز کے نام پر رکھ سکتے ہیں لیکن جو چیز on ground موجود ہے آپ اس کا مجھ سے جواب نہیں لے رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ پلیز ضمنی سوال کریں۔

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ یہ جواب غلط ہے، 95 فیصد مریض جو ایمرجنسی میں جا رہے ہیں ان کو بطور پرائیویٹ مریض treat کیا جا رہا ہے، ان سے بذریعہ ہیلتھ کاڈر collection کی جا رہی ہے اور کوئی شخص یہ نہیں بتا سکتا کہ وہ collection کس مد میں کی جا رہی ہے اور اس کا مصرف کیا ہے؟ دوسرا جزو (ج) کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ کُل 31 وینٹی لیٹرز ہیں اگر اس پورے ہسپتال میں 7 وینٹی لیٹرز بھی ہوں تو میں جرمانہ ادا کروں گا۔ آپ تھوڑا جذباتی ہوگئے ہیں تو میرا گزارش کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اگر ان سوالات کے اٹھانے سے ایک انسٹیٹیوٹ میں activity create ہوتی ہے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ اس اسمبلی کی کوئی اہمیت ہے تو kindly اس اہمیت کو آپ ختم نہ ہونے دیں اس کا آپ کو اور ہم سب کو بھی honor جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: قریشی صاحب! میں بالکل بھی جذباتی نہیں ہوا لیکن speech اور question میں فرق ہوتا ہے۔ Speech اور چیز ہے اور question الگ چیز ہے۔ میں یہ عرض

کر رہا تھا کہ آپ سوال کریں تا کہ منسٹر صاحب کو بھی سمجھ آسکے کہ یہ سوال ہو رہا نہ کہ کوئی تقریر کی جا رہی ہے۔

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ میں نے سوال ہی کیا ہے لیکن سوال طویل ہو گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمر جنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! مجھے بہت خوشی ہے کہ بھائی نے بڑی مدلل، تفصیلی بات کی ہے، مجھے بھی سمجھنے کا موقع ملا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ جیسا فاضل ممبر نے بات کی ہے ہم نے جو تعداد لکھی ہے except سوال کے مطابق لکھی ہے، overall میں نے اس کے علاوہ بھی تفصیلات منگوالی تھیں، کل سٹاف 1430 لوگوں کا ہے، جس میں 7 پروفیسرز، 11 ایسوسی ایٹ پروفیسرز، 32 اسسٹنٹ پروفیسرز ہیں، 10 کنسلٹنٹ ہیں، 18 سینئر رجسٹرار ہیں، MO،SMO،APMO،PMO ان کے علاوہ ہیں۔ ہمارے پاس وہاں پر 151 MOs ہیں مگر یہ کہنا کہ سب ٹھیک ہے بالکل نہیں ہے بلکہ چیزوں کو بہتر کرنا ہے، آبادی کا rush ہے، heart patients کا rush ہے اس کو بہتر کیسے کرنا ہے۔ اگر آپ مجھے ٹائم دیں تو میں سوال سے ہٹ کر پورے پنجاب میں Cardiac پر ہماری جو پالیسی بن رہی ہے اس پر پورے ہاؤس کو brief کر سکتا ہوں۔ اس پر وزیر اعلیٰ صاحبہ نے proper Task Force بنائی ہے اور وہ ٹاسک فورس صوبے کے تمام کارڈیک انسٹیٹیوٹس کی assessment کر رہی ہے۔ جہاں تک میرے بھائی نے بات کی ہے کہ ملتان میں واحد چودھری پرویز الٰہی انسٹیٹیوٹ ہے، بہاولپور میں کارڈیک انسٹیٹیوٹ میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف نے اپنے دور میں بنایا تھا۔ ہم رحیم یار خان میں bypass کر چکے ہیں اور اس مہینے اس کا افتتاح کر رہے ہیں، وہاں پر bypass شروع ہو چکا ہے۔ ساہیوال کا جو کارڈیک انسٹیٹیوٹ ہے۔۔۔

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! کیا منسٹر صاحب سوال کا جواب دے رہے ہیں یا تقریر کر رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: قریشی صاحب! پلیز cross talk نہ کریں اور تشریف رکھیں، آپ منسٹر صاحب کا جواب تو سنیں۔ پھر تھوڑا حوصلہ بھی کریں، پلیز اس طرح نہ کریں، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ پلیز آپ تشریف رکھیں اور منسٹر صاحب کی طرف سے جواب آنے دیں۔

جناب محمد نعیم: جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ دے دیں میں نے اس پر بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بالکل میں آپ کو دو منٹ دوں گا لیکن منسٹر صاحب کا جواب تو آنے دیں۔ ایک سیکنڈ صبر کر لیں۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟ منسٹر صاحب کا جواب آنے دیں۔

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمر جنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! ان شاء اللہ ہم دسمبر تک ساہیوال کارڈیک انسٹیٹیوٹ کو فعال کر دیں گے۔ وزیر آباد انسٹیٹیوٹ ہو، میو ہو، جناح ہو لیکن main load پی آئی سی پر ہے ہم ان تمام انسٹیٹیوٹس کی capacity بڑھا رہے ہیں تاکہ bypass کا queue کم ہو، انجیو گرافیز بہتر ہوں، ان شاء اللہ اگلے مالی سال میں 16 Keith Labs لا رہے ہیں۔ معزز رکن نے جو ایمر جنسی کے بیڈ کی بات کی ہے، میں نے اڑھائی تین ماہ کے عرصے میں ان تمام ہسپتالوں کو خود visit کیا ہے۔ یہ جو 67 بیڈز کی ایمر جنسی ہے یہ بھی enhance ہو رہی ہے یہ 100 سے زائد بیڈز پر چلی جائے گی۔ جہاں جہاں renovation کا کام ہو رہا ہے وہ fast track پر مکمل ہو گا۔ اگر اس کے علاوہ بھی میرے بھائی کو کوئی شکایت ہے تو وہ مجھ سے in person بھی کر سکتے ہیں اور اسے بالکل دور کیا جائے گا۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں اس سوال پر ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جواب کے جز (ب) میں بتایا گیا ہے کہ outdoor department میں 13 کنسلٹنٹس، WMS25 ہے لیکن ایک general perception ہے کہ کنسلٹنٹس out door میں نہیں بیٹھتے، یہ زیادہ تر اپنی پرائیویٹ پریکٹس پر توجہ دیتے ہیں جو ٹرینیز ہوتے ہیں یا ہاؤس آفیسرز ہوتے ہیں یہ سارے ان کے سر پر چلتے ہیں۔ وزیر صاحب یہ فرما دیں کہ جب یہ آؤٹ ڈور میں بیٹھتے ہیں ان کی کوئی لسٹ ہوتی ہو گی کیونکہ this is general perception کہ آؤٹ ڈور میں کنسلٹنٹس نہیں بیٹھتے بلکہ شام کو تین تین اور پانچ پانچ ہزار روپے فیس لے کر

پریکٹس کرتے ہیں، جیسے نیشنل ہسپتال یا ڈاکٹرز ہسپتال ہے جن کو ہم ڈاکو ہسپتال کہتے ہیں وہی رویہ ہمارے سرکاری ہسپتالوں میں ہو گیا ہے۔ میری گزارش ہے کہ وزیر صاحب ذرا وضاحت کر دیں کہ پرائیویٹ پریکٹس کو کنٹرول کرنے کے لئے یہ کیا کر رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ صاحب! رانا صاحب کا بڑا valid question ہے۔

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق):

جناب سپیکر! پرائیویٹ پریکٹس کی تو ہمارے اپنے کارڈیک انسٹیٹیوٹس میں بھی اجازت ہے۔ جو رانا صاحب نے بات کی ہے OPD صبح 8.00 سے 2.00 بجے تک ہے، 2.00 بجے OPD بند ہو جاتی ہے۔ پھر جو ایمرجنسی میں کنسلٹنٹس ہیں وہ ایمرجنسی patients دیکھ رہے ہیں اور وہ OPD کے patients بھی دیکھ رہے ہیں۔ یہ ایک ٹائم ہے جس میں جو بھی کوئی سرکاری ملازم ہے چاہے وہ کنسلٹنٹ ہے، ڈاکٹر ہے، نرس ہے یا پروفیسر ہے اس کا ایک ڈیوٹی ٹائم ہے اس کا ایک شیڈول ہے جس کے تحت اس نے کام کرنا ہے لیکن میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ ایک تو ہم اس کی capacity building کر رہے ہیں۔ میں نے ابھی ہیلتھ کارڈ پر اس لئے بات نہیں کی کہ میری بہن حنا بی بی کا سوال ہے، میں ان شاء اللہ ہیلتھ کارڈ پر مدلل بتاؤں گا کہ یہ کارڈ کس تاریخ کو شروع ہوا تھا، کس نے کیا کیا تھا، کس کے دور میں کیا ہوا اور میں تفصیل کے ساتھ اپنی professional opinion بھی دوں گا اس لئے میں نے ابھی اس پر بات نہیں کی۔ میرے کہنے کا یہی مقصد ہے کہ کارڈیک انسٹیٹیوٹس پر ہماری ٹاسک فورس کام کر رہی ہے اور ہم ان سب کی capacity بڑھا رہے ہیں۔ ہم ہر ہسپتال میں خود visit کر رہے ہیں، کام کو fast track پر کر رہے ہیں، دو شفٹوں میں کروا رہے ہیں اور cut of date یہ ہے کہ 30۔جون تک ہمارا maximum کام مکمل ہو جائے۔ میں بتانا چاہوں گا کہ ہسپتالوں میں ایک issue ضرور ہے جیسے نشتر ہسپتال ہے، نشتر کی ایمرجنسی میں renovation کا کام ہونا ہے لیکن جب آپ نے ایمرجنسی کو بند کرنا ہے تو اس کا متبادل بھی تیار کرنا ہے۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ ایمرجنسی بند کر کے اس کی renovation کا کام شروع کر دیں اس لئے ہمیں phase wise کام کرنا پڑتا ہے۔ اگر 16 وارڈ کا کام شروع ہوا ہے تو پانچ پانچ وارڈ کریں گے چونکہ اس وارڈ کے مریض کو کہیں نہ کہیں adjust کرنا ہے۔ میں یہ ضرور کہنا چاہوں گا اور

بالکل ہمیں proposals بھی چاہئیں، ہمارے لوگوں اور میڈیا کے بھی comments ہوتے ہیں بہر حال روزانہ کی بنیاد پر لاکھوں مریض آ رہے ہیں، یہی ڈاکٹرز، یہی نرسز اور یہی پیرا میڈیکل سٹاف انہیں علاج معالجے کی سہولت فراہم کر رہا ہے۔

جناب محمد عدنان ڈوگر: جناب سپیکر! آپ کی رولنگ ہے کہ جس محکمے کا بزنس ہو گا اس کا سیکرٹری گیلری میں موجود ہو گا لیکن آپ check کر سکتے ہیں کہ گیلری میں سیکرٹری صحت موجود نہیں ہے۔منسٹر صاحب اس کی وضاحت کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! بالکل آپ کی بات درست ہے۔ خواجہ صاحب! ذرا وضاحت فرمائیں کہ سیکرٹری صاحب کیوں نہیں آئے؟

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق):

جناب سپیکر! اس وقت سیکرٹری ہیلتھ نشتر II ملتان میں موجود ہیں، وہاں ایک واقعہ پیش آیا تھا۔

جناب محمد عدنان ڈوگر: اس کا مطلب ہے کہ سیکرٹری صاحب کی ایوان میں ضرورت نہیں ہے۔

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق):

آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! پلیز ایک منٹ تشریف رکھیں۔

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق):

جناب سپیکر! سپیشل سیکرٹری، ایڈیشنل سیکرٹری اور ڈپٹی سیکرٹری آفیسرز گیلری میں موجود ہیں لیکن سیکرٹری صاحب ملتان میں ہیں۔ وہ کل صبح تک واپس پہنچیں گے۔ دوسری بات ہے کہ آپ کے علم میں ہے کہ شیڈول کے مطابق ہمارے یہ سوالات سوموار کو آنے تھے لیکن ہمیں کہا گیا کہ آپ نے آج سوالات کرنے ہیں۔ اگر پہلے پتا ہوتا تو سیکرٹری صحت ادھر موجود ہوتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔جی، نعیم صاحب! آپ نے تقریر نہیں بلکہ اسی سوال سے related ضمنی سوال کرنا ہے۔

جناب محمد نعیم: جناب سپیکر! پچھلے دنوں ہمارے منسٹر صاحب رحیم یار خان گئے تھے۔ انہوں نے دو باتیں کی ہیں، دو ماہ پہلے جب بجٹ آیا تو میں نے ہاؤس کی توجہ دلوائی تھی کہ۔۔۔

راؤ کاشف رحیم خان: یہ ہمارا ٹائم ضائع کر رہے ہیں۔

جناب محمد نعیم: میری بات سن لیں، میں سوال سے related بات کرنے لگا ہوں۔ میں کوئی سیاسی بات نہیں کر رہا۔

جناب قائم مقام سپیکر: .No cross talk please جی، آپ اس پر ضمنی سوال کریں۔ No cross talk please راؤ صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

جناب محمد نعیم: جناب سپیکر! منسٹر صاحب ہسپتال کا visit کر کے آئے ہیں، میں ان سے سوال کرتا ہوں کہ ہمارا جو DHQ demolish ہوا پھر اس کا ٹینڈر ہوا لیکن کام بند پڑا ہے۔ پچھلے نگران دور میں جو بھی ٹینڈر دیا گیا ہے جسے بھی allocate کیا گیا کیا وہ بلڈنگ کھڑی نہیں تھی؟ شیخ زید ہسپتال کی بہترین بلڈنگ تھی لیکن اس کی ٹائلیں اور باقی سب کچھ اکھاڑ کر renovation کے چکر میں نئی بلڈنگ کو برباد کیا گیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ جو heart انسٹیٹیوٹ بنا ہے اس کی opening کر کے آئے ہیں۔ میں بتاتا چلوں کہ وہ پچھلے دور میں ہمارے پی ٹی آئی کے دور میں approve ہوا تھا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا پوائنٹ آ گیا ہے۔ اگلا سوال محترمہ حنا پرویز بٹ کا ہے۔

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمر جنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! میں فاضل ممبر کے سوال پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! پلیز آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمر جنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! فاضل ممبر نے بالکل valid بات کی ہے بالکل میں رحیم یار خان گیا تھا، انہوں نے بالکل درست کہا ہے کہ وہ basement میں ٹائلنگ کا کام ہے باقی کام مکمل ہے۔ میں update کرنا چاہتا ہوں کہ اب اس کی latest صورتحال کیا ہے۔ بالکل ان کی بات ٹھیک ہے کہ ٹھیکیدار کی

غلطی ہے ڈیپارٹمنٹ نے اڑھائی ارب روپیہ IDAP کے حوالے کر دیا تھا اس نے ایک ارب روپے کے بل submit کئے ہیں ہم نے وہ بل روک لئے ہیں۔ میرا IDAP سے مسلسل رابطہ ہے ہم اس کنٹریکٹر کو black list کریں گے اور ضرورت پڑی اسے گرفتار بھی کروائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ صاحب! شکریہ۔ جی، محترمہ حنا پرویز بٹ!

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا سوال نمبر 168 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سابقہ حکومت کے دور میں شروع کئے گئے صحت کارڈ پروگرام سے متعلقہ تفصیلات

***168: محترمہ حنا پرویز بٹ:** کیا وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ حکومت نے پنجاب میں صحت کارڈ کا پراجیکٹ شروع کیا تھا؟

(ب) اس پراجیکٹ کے تحت کن کن سرکاری و نجی ہسپتالوں سے مریضوں کا علاج ممکن تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس پراجیکٹ کے تحت نجی انشورنس کمپنیوں اور نجی ہسپتالوں سے معاہدے کئے گئے تھے وہ کون کون سی نجی انشورنس کمپنیاں اور کون کون سے نجی ہسپتال تھے ان کو کتنی ادائیگی کی گئی تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق):

(الف) صوبہ پنجاب میں صحت کارڈ کا پراجیکٹ 21-اکتوبر 2016 کو ضلع رحیم یار خان سے اس وقت کی حکومت (پاکستان مسلم لیگ ن) کی جانب سے شروع کیا گیا تھا۔

(ب) اس پراجیکٹ کے تحت جن سرکاری و نجی ہسپتالوں میں مریضوں کا علاج ممکن تھا ان کی فہرست (ضمیمہ الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ واضح رہے کہ لف کی گئی فہرست میں وہ تمام ہسپتال شامل ہیں جو آغاز سے صحت کارڈ کے پینل پر موجود رہے ہیں تاہم فی الحال ان میں سے کئی ہسپتال اب پینل پر موجود نہیں ہیں۔ موجودہ

سرکاری و نجی ہسپتال جو پینل پر موجود ہیں ان کی فہرست (ضمیمہ ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس پراجیکٹ کے تحت صرف سٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن آف پاکستان سے معاہدہ کیا گیا ہے جبکہ کسی بھی نجی انشورنس کمپنی سے معاہدہ نہیں کیا گیا۔ جن نجی ہسپتالوں کو سٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن آف پاکستان کی جانب سے پینل پر لایا گیا ان کی فہرست (ضمیمہ الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس پراجیکٹ کے تحت جن نجی ہسپتالوں کو ادائیگیاں کی گئی ہیں ان کی تفصیل (ضمیمہ ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن کا شکریہ ادا کروں گی جنہوں نے بہت کم عرصے میں صوبے میں صحت کے حوالے سے دن رات محنت کر کے بہت سی اصلاحات کیں-چاہے وہ کارڈیک پالیسی ہو یا ٹاسک فورس بنانا ہو۔

معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے آوازیں: کیا یہ ضمنی سوال کیا جا رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ ضمنی سوال کریں۔ .No cross talk please رانا شہباز صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ اگر انہوں نے ایک منٹ کے لئے وزیر صاحب کی تعریف کر دی ہے تو ہم سب کو appreciate کرنا چاہئے کہ خواجہ صاحب بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے پہلے بھی صحت کے حوالے سے بہت اچھا کام کیا تھا اب بھی جس روانی سے یہ کام کر رہے ہیں تو میں انہیں appreciate کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! جواب کے جزو (الف) کا تھوڑا سا portion پڑھنا چاہتی ہوں کہ صوبے میں صحت کارڈ کا project اکتوبر 2016 کو ضلع رحیم یار خان میں اس وقت کی حکومت یعنی پاکستان مسلم لیگ (ن) کی جانب سے شروع کیا گیا- میں اس پر اپنے لیڈر میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف اور وزیر اعلیٰ محترمہ مریم نواز شریف کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں جنہوں نے صوبے کی عوام کے لئے صحت کارڈ کا پراجیکٹ شروع کیا۔

معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے آوازیں: حمزہ کا نام رہ گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: No cross talk please, no cross talk , no cross talk please. جی، محترمہ! آپ جواب سے مطمئن ہیں؟

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! جزو (الف) کے حوالے سے میرا ضمنی سوال ہے کہ ہر فرد کے لئے اس صحت کارڈ کے حصول کی اہلیت کا کیا معیار ہے اور کیا 2022 کے بعد اس معیار میں کوئی تبدیلی کی گئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، خواجہ سلمان رفیق صاحب!

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! میں صحت کارڈ کے حوالے سے تھوڑا سا بتانا چاہوں گا کیونکہ اس بارے میں بڑی باتیں کی گئی ہیں۔ مختلف ادوار میں صحت کارڈ چلتا رہا ہے۔ اس حوالے سے پہلی میٹنگ سال 2014 میں وزیر اعظم ہاؤس میں ہوئی تھی۔ مریم بی بی نے اس میٹنگ کو Chair کیا تھا اور میں بھی اس میٹنگ میں شامل تھا۔ سال 2014 کے بعد ہم نے ہیلتھ کارڈ کے حوالے سے مسلسل کام کیا، ہم نے ایک proper کمپنی بنائی اور جس کمپنی نے اس پروگرام کو execute کرنا تھا میں خود اس کا چیئرمین تھا۔ اس کے سارے financial and legal معاملات سٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن آف پاکستان کے ساتھ ہم نے خود طے کئے تھے۔ ہم نے اس حوالے سے پہلا function کیا تھا جس میں میاں محمد نواز شریف صاحب، مریم بی بی اور میں بھی اس میں موجود تھا۔ 31-مئی 2018 تک ہم نے 17 اضلاع میں اس پروگرام کو launch کیا لیکن اس کے بعد حکومت بدل گئی اور تحریک انصاف کی حکومت آگئی۔ وہ اسی پروگرام کو آگے لے کر چلے اور اس کو Universal Health Insurance (UHI) کا نام دے دیا۔ اب میں UHI کے بارے میں اپنی opinion دوں گا کہ ہمارا اس بارے میں point of concern کیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ پروگرام تو میاں صاحب کے دور میں شروع کیا گیا تھا۔ یہ وہ باتیں ہیں جو میں نے جیل سے آکر اسمبلی کے فلور پر کی تھیں۔ آپ بے شک ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں۔ میں اُس وقت بھی UHI میں پائی جانے والی غلطیوں کی نشاندہی کرتا تھا۔ اُس وقت پرویز الہیٰ صاحب کرسی صدارت پر بیٹھتے تھے اور ادھر محترمہ یاسمین راشد منسٹر ہیلتھ تھیں۔ میری گزارش ہے کہ

UHI میں پیسے ضائع ہوئے ہیں اور یہ کس وجہ سے ضائع ہوئے ہیں میں وہ بھی بتا دیتا ہوں۔ ہماری پہلی priority غریب لوگوں کو علاج معالجہ کی سہولتیں فراہم کرنا ہے۔UHI کے تحت صنعت کار، کروڑ پتی اور landlords کا علاج بھی حکومت کرواتی ہے یعنی حکومت کئی ارب روپے ان لوگوں پر خرچ کرتی ہے جن کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔اس میں دس beds کے ہسپتال کو بھی پینل میں شامل کیا گیا۔ کیا دس beds کا ہسپتال اس قابل ہے کہ وہاں پر operation کیا جا سکے؟ ایسے ہسپتالوں میں under trained ڈاکٹرز operation کرتے رہے چونکہ check and balance کا کوئی نظام نہیں تھا اس لئے ان کو check نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! ہم اس وقت صحت کارڈ کے حوالے سے کام کر رہے ہیں۔ ہماری پہلی priority غریب لوگوں کو علاج کی سہولتیں مہیا کرنا ہے۔ ہم اس کو sustain model پر لے کر جا رہے ہیں اور اس کا دائرہ کار بڑھا رہے ہیں۔ دس لاکھ کی رقم کو پندرہ یا بیس لاکھ تک لے کر جائیں گے۔ اس میں ہم تمام بیماریوں کا علاج شامل کر رہے ہیں۔ ہمارا ورکنگ گروپ اور ہم خود بھی اس بابت کام کر رہے ہیں۔ ان شاءاللہ تعالیٰ آنے والے بجٹ میں ہم اس کو introduce کریں گے۔

جناب سپیکر! میری بہن محترمہ حنا پرویز بٹ نے بالکل ٹھیک سوال کیا ہے کہ 2022 کے بعد پچھلی حکومت نے اس پروگرام میں کچھ تبدیلیاں کی تھیں جن کے مطابق پرائیویٹ ہسپتالوں کے حوالے سے تھوڑا معیار change کیا گیا تھا۔ ہم اپنے پبلک سیکٹر کے ہسپتالوں کو ہیلتھ کارڈ کے ساتھ dovetail کر رہے ہیں۔ ہم اس وقت ایک policy پر کام کر رہے ہیں۔ صبح کے وقت ہسپتالوں میں consultants آپ کو مل جاتے ہیں لیکن جیسا کہ رانا آفتاب احمد نے بات کی ہے کہ شام یا late night کو consultant مشکل سے ملتا ہے۔ ان کی یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ ہم اس چیز کو ہیلتھ کارڈ کے ساتھ dovetail کر رہے ہیں کہ شام کو جو نرسیں، ڈاکٹرز اور consultants آپریشن کریں گے ان کا share double ہو گا اور رات کے وقت جو operation کریں گے ان کا share مزید زیادہ ہو گا۔ اس کو ہم ہیلتھ کارڈ کے ساتھ dovetail کر رہے ہیں تاکہ سرکاری ہسپتال میں رات ایک یا دو بجے اگر کوئی trauma کا مریض جائے تو اس کو علاج معالجہ اور آپریشن کی سہولت skilled لوگ مہیا کریں۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! الحمدللہ جب سے خواجہ سلمان رفیق صاحب منسٹر بنے ہیں تو تمام ہسپتالوں میں بہت اچھی changes آئی ہیں میں ان کو اس پر خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ میرا دوسرا ضمنی سوال جز (ب) سے متعلق ہے۔ جواب کے جز (ب) میں لکھا ہوا ہے کہ "کچھ ہسپتالوں کو پینل سے ہٹایا گیا ہے" تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان ہسپتالوں کو پینل سے کیوں remove کیا گیا ہے؟

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ جن ہسپتالوں کے پاس permanent Healthcare Commission کا certificate موجود تھا ان کو پینل میں شامل کیا گیا ہے اور جن کے پاس provisional certificate تھا ان کو اس پینل میں سے نکال دیا گیا ہے۔ اب جب ہم یہ پروگرام دوبارہ launch کریں گے تو اس میں ہر ہسپتال درخواست دے سکتا ہے اور ان تمام ہسپتالوں کو مقرر شُدہ معیار کے مطابق پینل میں شامل کیا جائے۔

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! جھنگ سے فیصل آباد کے FIC میں جانے کے لئے تین گھنٹے کا سفر ہے۔ اسی طرح ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں جانے کے لئے ایک گھنٹے کا سفر ہے۔ جب ہم کسی مریض کو لے کر ان ہسپتالوں میں پہنچتے ہیں تو وہاں پر پہلے سے ہی ایک ایک bed پر دو دو مریض موجود ہوتے ہیں۔ مریضوں کو bed نہیں ملتا اور ہمیں بائی پاس آپریشن کے لئے تین تین ماہ کا وقت دیا جاتا ہے اور اسی طرح angiography کے لئے بھی دو مہینے بعد کا وقت دیا جاتا ہے کیونکہ وہاں پر مریضوں کا رش بہت زیادہ ہے۔ میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ ان ہسپتالوں میں عملے کی تعداد بڑھائیں یا صحت کارڈ کے ذریعے لوگوں کو پرائیویٹ ہسپتالوں سے علاج کروانے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، خواجہ سلمان رفیق صاحب!

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! ضلع جھنگ ہمارے اگلے phase میں شامل ہے اور ہم اپنے تمام Cardiac Units کو upgrade کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر 198 محترمہ کنول پرویز چودھری کا ہے۔ کیا محترمہ کنول پرویز چودھری تشریف رکھتی ہیں؟۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں تو اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب محمد ندیم قریشی کا ہے۔

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! سوال نمبر 202 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: ملتان و دیگر شہروں کے ہسپتالوں کی اپ گریڈیشن اور ریویمپنگ سے متعلقہ تفصیلات

***202: جناب محمد ندیم قریشی:** کیا وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم مارچ 2023 سے آج تک لاہور، ملتان، فیصل آباد اور راولپنڈی کے کن کن ہسپتالوں کی Revamping اور اپ گریڈیشن مع ایمرجنسی کی بہتری وغیرہ کے کام کروائے گئے ہیں ان کی ہسپتال وار تفصیل مع خرچ کردہ رقم کی تفصیل دی جائے؟

(ب) سروسز ہسپتال، میو ہسپتال، جنرل ہسپتال لاہور جناح ہسپتال اور گنگا رام ہسپتال میں کون کون سے کام اس عرصہ میں کروائے گئے کتنی رقم خرچ کی گئی تفصیل ہسپتال وار بتائیں؟

(ج) ان ہسپتالوں کے کاموں کے لئے کون کون سی بلڈنگ گرائی گئی اور کن کن کا تزئین و آرائش کا کام ہوا ہے؟

(د) کون کون سے ہسپتال کی عمارت کی بہتری کے دوران اس کی بلڈنگ کے گرنے یا دھنس جانے کا واقعہ ہوا؟

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق):

(الف) یکم مارچ 2023 سے آج تک لاہور، ملتان، فیصل آباد اور راولپنڈی کے ہسپتالوں کی Revamping اور اپ گریڈیشن کی ہسپتال وار تفصیل مع خرچ کردہ رقم کی تفصیل (ضمیمہ الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سروسز ہسپتال، میو ہسپتال، جنرل ہسپتال، لاہور جناح ہسپتال اور گنگارام ہسپتال میں درج ذیل کام جاری ہیں۔

1.Improvement and Reconstruction of washrooms where needed.

2.Replacement of Broken Windows/Doors.

3.Improvement of Existing Broken Floor.

4.Plastering and Paint of Existing Surface.

5.Facade Improvement.

6.Internal Electrification.

7.Installation of Medical Gases.

8.Stoppage of Seepage / Leakage.

9.Replacement of ACs and Beds.

10. Roof Treatment.

منظور شدہ لاگت اور خرچ کی تفصیل (ضمیمہ الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جن ہسپتالوں میں تزئین و آرائش کا کام ہوا ہے۔ اس کی تفصیل جزو (ب) کے جواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

(د) دوران تزئین و آرائش صرف سروسز ہسپتال کی ENT/EYE بلاک کے گرنے کا واقعہ پیش آیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنے سے پہلے دو منٹ بات کروں گا کیونکہ یہ بہت اہم موقع ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب محمد ندیم قریشی! آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! جب محترمہ حنا پرویز بٹ گفتگو کریں تو آپ سُنتے ہیں۔ آپ ہماری بات بھی سُن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ندیم قریشی صاحب! آپ حکومت کی اصلاح کریں۔

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! میں نے محترم وزیر سے سوال کیا تھا اور اس کا جواب آ گیا ہے۔ اس جواب کے جز (الف) کی جو تفصیلات مجھے مہیا کی گئی ہیں ان کے مطابق 92 کروڑ روپے صرف لاہور شہر میں خرچ ہوئے ہیں۔ یہ رقم جن heads میں خرچ کی گئی ہے میں ان کو پڑھ دیتا ہوں:

1.Improvement and Reconstruction of washrooms where needed.

2.Replacement of Broken Windows/Doors.

3.Improvement of Existing Broken Floor.

4.Plastering and Paint of Existing Surface.

5.Facade Improvement.

6.Internal Electrification.

7.Installation of Medical Gases.

8.Stoppage of Seepage / Leakage.

9.Replacement of ACs and Beds.

10. Roof Treatment.

جناب سپیکر! پورے پنجاب میں محکمہ صحت billions rupees خرچ کرتا ہے لیکن نہ تو کسی ہسپتال کے آپریشن تھیٹر کی rebuilding ہو رہی ہے، نہ میڈیکل کی سہولتیں دی جا رہی اور نہ اس رقم سے medical equipments لئے جا رہے ہیں۔ یہ سرکار کے پیسے کو مالِ مفت دلِ بے رحم سمجھ کر بانٹ رہے ہیں۔ منسٹر صاحب خود بڑے شریف آدمی ہیں اگر یہ منسٹر نہ ہوتے تو میں اتنے سوالات کرنے کی جرات بھی نہ کرتا۔ میں خواجہ سلمان رفیق صاحب کی وجہ سے ہی سوال کر رہا ہوں۔ یہ سارے funds چودھری پرویز الٰہی کے دور میں ADP میں رکھے گئے تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ندیم قریشی صاحب! آپ کا اس میں ضمنی سوال کیا ہے؟ آپ ضمنی سوال پوچھیں۔

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! ہم خدانخواستہ آپ کو اور منسٹر صاحب کو hurt نہیں کرنا چاہتے۔ انہوں نے اس محکمہ کا نیا نیا چارج لیا ہے اور ان سے پہلے ایک سال اور لوگ حکمران تھے۔ جس ملک میں ہر روز آٹا، چینی اور دال کی قیمتیں بڑھیں اور لوگ بھوک سے مر رہے ہوں تو کیا میں بطور رکن اسمبلی سوال بھی نہیں کر سکتا کہ آپ سرکار کے اربوں روپے سے واش رومز بنا رہے ہیں۔ آپ ہسپتال میں paints کروا رہے ہیں کیا آپ نے ہسپتالوں میں شادیاں کروانی ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جناب محمد ندیم قریشی! حکومت کو بنے ہوئے ابھی تین مہینے ہوئے ہیں تو انہیں اچھا کام کرنے کے لئے موقع بھی تو دیں ناں! آپ تنقید کریں لیکن تنقید برائے اصلاح کریں۔ خواجہ سلمان رفیق صاحب! آپ جناب محمد ندیم قریشی کو اپنے ساتھ بٹھائیں اور ان کو ملتان کے حوالے سے ساری briefing بھی دیں۔

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جب آپ renovation کا کام کرتے ہیں تو ایک وارڈ میں جتنی چیزیں ہیں آپ نے انہیں replace کرنا ہوتا ہے۔ اگر roof treatment کرنا ہے تو بالکل roof treatment کرنا ہے، فرش بنانا ہے تو بالکل فرش بنانا ہے، مریض کے لئے standard oxygen system بنانا ہے تو اُس کا فائدہ بھی تو مریض کو ہی ہے تو جس چیز کی renovation کرتے ہیں تو اُس پوری چیز کو بہتر کرنا، اُس کو replace کرنا اور اُس کے فرش بھی بنانے ہوتے ہیں۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ یہ renovation کا پہلو ہے جب آپ beds کے equipments کی بات کریں گے اُن کے programs علٰیحدہ ہیں ظاہر ہے ایک fiscal space ہے ہم یہ کبھی نہیں کہیں گے کہ ہم پورے پنجاب کی مشینیں تبدیل کر سکتے ہیں لیکن میں یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ 2016 میں ڈسٹرکٹس ہسپتالوں میں پہلی دفعہ اگر CT Scan مشین آئی تو وہ ہمارے دور میں آئی اُس سے پہلے کسی شہر کے ہسپتال میں CT Scan مشین موجود نہیں تھی۔ ہم fast track پر کام کر رہے ہیں ventilators کو بھی دیکھ رہے ہیں، MRI's کو بھی دیکھ رہے ہیں اور ہم pay for performance model بھی لا رہے ہیں تو ان چیزوں پر ٹائم ضرور لگتا ہے لیکن تین ماہ کے

عرصہ میں ہم نے کوشش کی ہے۔ میں ایک اور بات بتاتا چلوں کہ نگران حکومت میں جو دونوں وزیر تھے انہوں نے بھی محنت کی ہے کیونکہ وہ بھی honestلوگ تھے۔

جناب احسن رضا: جناب سپیکر! میں ایک تو یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہاؤس میں پیچھے بھی لوگ بیٹھے ہیں یہ بھی فارم 45 والے ہیں یہ فارم 47 والے نہیں ہیں ان کو بھی آپ موقع دے دیا کریں۔ آپ سامنے والی ہی ایک دو لائنیں دیکھتے ہیں یہ پیچھے بھی لوگ بیٹھے ہیں ان کا بھی کوئی خیال کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: رائے صاحب! آپ بات کریں۔

جناب احسن رضا: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہ رہا تھا کہ میرے حلقے میں ایک RB/216 گاؤں ہے وہاں پر BHU کے اندر پولیس چوکی بنی ہوئی ہے تو آپ ان کو کس چیز کی appreciation دے رہے ہیں؟ آپ appreciation اُنہیں دیں جنہوں نے کام کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: رائے صاحب! آپ identify کریں یہ پولیس چوکی کہاں پر بنی ہوئی ہے؟

جناب احسن رضا: جناب سپیکر! چک نمبر RB/216 کے BHU کے اندر پولیس چوکی بنی ہوئی ہے۔ اس کا ساری دنیا کو پتا ہے یہ وہاں جا کر دیکھیں تو سہی۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر صاحب! اس کا پلیز نوٹس لیں۔

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب احسن رضا: جناب سپیکر! میں آپ کو بتاؤں کہ فیصل آباد میں رشید طفیل ٹوکے والا نے ساڑھے سترہ کروڑ روپے دے کر 75 beds کا floor بنا کر دیا وزیر موصوف بھی وہاں پر گئے تھے وہاں پر 5 surgeons کی ضرورت ہے۔ وہاں پر 8 ہزار بندہ queue میں لگا ہوا ہے اُن کے operations نہیں ہو رہے اور وہاں پر صرف ایک سرجن ڈاکٹر شہباز ہے وہاں پر کسی کو کام نہیں کرنے دیتا۔ باقی دو بندوں نے resign کر دیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے اس کے نیچے کام ہی نہیں کرنا۔ وہاں پر وزیر موصوف وعدہ کر کے آئے تھے کہ ہم آپ کو 5 surgeons دیں گے میں ان سے آج یہاں پر یہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا انہوں نے وہاں پر 5 surgeons دیئے۔ انہوں نے پورے کا پورا الائیڈ ہسپتال اُکھاڑ کر رکھ دیا ہوا ہے۔ پورا فیصل آباد ڈویژن الائیڈ ہسپتال

میں آتا ہے۔ وہاں پر اتنا بڑا ظلم ہو رہا ہے اور آپ ان کو appreciation دے رہے ہیں۔ یہ planted question کرتے ہیں اور اُس کا planted answer دیتے ہیں۔ انہیں بتائیں کہ یہ ہیلتھ کارڈ کس نے دیا تھا؟ یہ initiative لینے کی کوشش کرتے ہیں یہ کس چیز پر initiative لیتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں، جو اچھا کام کریں اُن کی تو appreciation بنتی ہے۔ جی، وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن!

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! وقفہ سوالات میں question کیا جائے گا تو میں اُس کا جواب دوں گا اور اگر یہ فارم 47 کا ذکر کریں گے تو میں پھر توشہ خانہ اور گھڑی چور کا بھی ذکر کروں گا۔ میں پیچھے نہیں رہوں گا پھر۔ میرے یہ سارے دوست گواہ ہیں میں بے گناہ تھا لیکن پھر بھی میں دو سال جیل میں رہا ہوں۔ میرا قصور صرف یہ تھا کہ ہم ان کے لیڈر پر تنقید کرتے تھے اور میرا دوسرا قصور یہ تھا کہ میرے بھائی نے ان کے لیڈر کے مقابلے میں الیکشن لڑا تھا۔ اگر ہم سوال اور اُس کے جواب پر رہیں تو بہت بہتر ہے اور اگر سیاست کرنی ہے تو میں available ہوں۔ میری گزارش یہ ہے کہ سوال کیا جائے تقریر نہ کی جائے۔

جناب سپیکر! اب میں FIC اور اس BHU پر آتا ہوں۔ اگر فاضل ممبر کہتے ہیں تو میں اُن کی بات کی تردید نہیں کروں گا ہر BHU monitoring میں ہے اگر ایسا ہے تو اُس کا فوری نوٹس بھی لیا جائے گا اور اُس مسئلے کو حل بھی کیا جائے گا۔ ہم اس کو دیکھ لیں گے کہ یہ محکمہ پرائمری اینڈ سیکنڈری ہے لیکن میں فاضل ممبر کی بات خواجہ عمران نذیر صاحب کو communicate کر دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ سلمان رفیق صاحب! آپ اس معاملے پر نوٹس لیں اگر اُس BHU میں پولیس چوکی بنی ہوئی ہے تو یہ بالکل بھی قابل برداشت نہیں ہے۔

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! میں اس کو check کراتا ہوں۔ فاضل ممبر نے FIC پر جو بات کی ہے ان کی بات میں بالکل وزن ہے۔ FIC میں issues ہیں میں نے خود وہاں پر visit کیا ہے اُس پر ہم کام کر رہے

ہیں۔ وہاں پر surgeons 3 ہیں ہم نے انہیں بڑھانا ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا اور پھر میرے دوست کہیں گے کہ یہ پچھلی حکومت کی شکایت کرتا ہے لیکن میں اسمبلی کے floor پر on the record کہہ رہا ہوں کہ اس کو check کر لیں اور اس پر ہم دوبارہ بات کر سکتے ہیں۔ چار ساڑھے چار سال کے عرصے میں بھرتی پر پابندی تھی اور مجھے نہیں پتا کہ یہ پابندی کیوں تھی؟ teaching cadre کی بھرتی پر پابندی تھی، consultants کی بھرتی پر پابندی تھی، MO/WMO کی بھرتی پر پابندی تھی اور paramedical staff کی بھرتی پر پابندی تھی۔ ہم نے آکر اس پر فیصلے کئے ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحبہ نے اُس کو approve کیا ہے اب ہم summaries move کر رہے ہیں اور ہم بھرتی کھول رہے ہیں کیونکہ ہمیں ڈاکٹرز چاہئیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ cardiac institute میں cardiac anesthesia کے لوگ ہیں اس پر عام anesthesia کام نہیں کر سکتا۔ ہم نے اُس کا ایک pool بنا لیا ہے اور اُس کو locum پر لے کر آئے ہیں یعنی اُس کو perioperative payment کریں گے تو جتنے بھی cardiac institute ہیں جن میں جس HR کی کمی ہے اُس کو چاہے locum کے ذریعے کریں، اُس کی contractual بھرتی کریں، پبلک سروس کمیشن کے ذریعے کریں یا Adhoc کریں اُس کو ان شاءاللہ fulfill کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری محمد اعجاز شفیع!

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! شکریہ۔ ہم یہاں پر revamping and upgradation کی بات کر رہے ہیں میں وزیر موصوف کی توجہ چاہوں گا کہ شیخ زید میڈیکل کالج رحیم یار خان ہمارا tale end کا teaching hospital ہے، more than 40 percent Professors, Associate Professors, Assistant Professors, doctors, nurses کی vacant sanctioned posts, پڑی ہیں جن کا بجٹ بھی جاتا ہے۔ اب یہ question نہیں ہے کہ recruitment نہیں ہوئی۔ آپ اُنہیں وہاں پر contract دے دیں یا nurses کو daily wages پر یا Adhoc کر دیں کیونکہ وہاں پر صرف رحیم یار خان کے نہیں، سندھ اور بلوچستان کے لوگ بھی suffer کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن!

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! چودھری محمد اعجاز شفیع کی بات بالکل درست ہے میں نے پہلے بات کی تھی وہ data دیکھ سکتے ہیں کہ کئی سال سے بھرتی نہیں ہوئی جس وجہ سے یہ seats بالکل خالی ہیں۔ میں نے اس سے پہلے بھی یہ گزارش کی تھی کہ وزیر اعلیٰ صاحبہ health کی review meeting کرتی ہیں اُس میٹنگ میں محکمہ نے یہ point اُٹھایا تھا جس کی approval ہو گئی ہے۔ teaching cadre چاہے Adhoc ہو، چاہے contract ہو، ہم نے ہر صورت سیٹوں کو fill کرنا ہے اور اگر rules میں کہیں اس کو change کرنا ہے تو change کر دینا چاہئے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہسپتال میں جو مریض آئے اُس کو ڈاکٹر ملنا چاہئے۔ اگر کہیں rules amend کرنے کی ضرورت ہو گی تو ہم rules amend کر دیں گے۔ ہم نے رحیم یار خان سمیت پورے پنجاب کے ہسپتالوں میں بھرتیوں پر پابندی ختم کر دی ہے ہم recruitment کی طرف جا رہے ہیں۔ ہم teaching cadre کو بھی بھرتی کریں گے اور specialist cadre کو بھی بھرتی کریں گے۔ ہم نے paramedical staff کو NTS کے ذریعے بھرتی کیا تھا تاکہ گریڈ 5 سے 15 تک کی بھرتیاں میرٹ پر ہوں اور اب ہم nurses بھی بھرتی کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال محترمہ عظمیٰ کاردار کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ کاردار: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 213 ہے۔ اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں لیبز کی تعداد اور ٹیسٹ سے متعلقہ تفصیلات

213*: محترمہ عظمیٰ کاردار: کیا وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور کی کتنی لیبز کہاں کہاں ہیں؟

(ب) ان لیبز میں کون کون سے ٹیسٹ کی سہولت موجود ہے اور کتنے پیسے فی ٹیسٹ وصول کئے جارہے ہیں؟

(ج) سال 2022 اور 2023 میں کتنے ٹیسٹ کئے گئے ہیں اور ان سے کتنی آمدن ہوئی؟

(د) کتنے ٹیسٹ کی فیس ایم ایس ہسپتال ہذا نے معاف کی جن افراد کے ٹیسٹ کی فیس معاف کی گئی ان کے نام پتا جات مع ٹیسٹ وفیس سے متعلقہ تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

(ہ) سال 2022 اور 2023 میں کتنی رقم کس کس کمپنی اور فرم کو کس کس مد میں ادا کی گئی ہے علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل دی جائے؟

(و) کس کس فرم سے ایل پی کے تحت کون کون سی ادویات کتنی کتنی مالیت میں خرید کی گئیں؟

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق):

(الف) پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور میں ایک سنٹرل لیب موجود ہے جس کے ساتھ 02 کولیکشن پوائنٹس منسلک ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

1۔او۔پی۔ڈی

2۔ایمرجنسی

مریضوں کے لئے او۔پی۔ڈی میں ایک INR Clinic کی لیب بھی موجود ہے۔ اس کے علاوہ آپریشن تھیٹر کے ساتھ منسلک ایک منی لیب ہے جس میں ABG's (Arterial Blood Gases) کا ٹیسٹ کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ANGIOGRAPHY کے شعبے میں ہر ANGIOGRAPHY لیب کے ساتھ ایک ACT (Activated Clotting Time) کی مشین موجود ہے جہاں انتہائی نوعیت کا ٹیسٹ بوقت ضرورت کر لیا جاتا ہے۔ مزید یہ کہ باقی تمام وارڈز سے بھی سیمپل اکٹھے کرنے کے بعد وقتاً فوقتاً سنٹرل لیب میں بھیج دیئے جاتے ہیں۔

(ب) لیب ٹیسٹ کی تفصیلات اور ریٹ لسٹ (ضمیمہ۔الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس ریٹ لسٹ کے مطابق صرف ان لوگوں سے پیسے وصول کئے جاتے ہیں جو اپنی مرضی سے اپنا علاج پرائیویٹ کرواتے ہیں۔

(ج) سال 2022 میں 3,250,562 ٹیسٹ کئے گئے۔ سال 2023 میں 3,322,395 ٹیسٹ کئے گئے۔ ہسپتال کے ایمرجنسی، انڈور اور او۔پی۔ڈی میں ٹیسٹ فری کئے جاتے ہیں۔ سال 2022 میں پرائیویٹ ہونے والے ٹیسٹوں کی تعداد 84256 تھی جبکہ سال 2023 میں پرائیویٹ ٹیسٹوں کی تعداد 101,744 ہے سال 2022 میں پرائیویٹ ہونے والے ٹیسٹوں کی آمدن 89,097,00 روپے اور سال 2023 میں 114,419,000 روپے آمدن ہوئی۔ سال 2024 میں ابتک 989,757 ٹیسٹ کئے ہیں۔

(د) پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور کے بورڈ آف مینجمنٹ کے 2014 کے فیصلے کے تحت اُن تمام مریضوں کے ٹیسٹ فری کئے جاتے ہیں جو پیسے ادا نہیں کر سکتے۔ ان ٹیسٹوں کے تعداد لاکھوں میں ہے۔

(ہ) لیب کٹس کی ادائیگی جو مختلف کمپنیز کو برائے مالی سال 23-2022 کی گئی اس کی تفصیل (ضمیمہ۔ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) ایل پی کی مد میں مالی سال 2022 اور 2023 میں 55,122,800 روپے مالیت کی ادویات مختلف فرموں سے خرید کی گئی تفصیل (ضمیمہ۔ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ عظمیٰ کاردار: میں وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر کی بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے بہت تفصیل سے جواب دیا ہے۔ میں نے جو سوال کیا تھا اس کا انہوں نے مجھے بڑا زبردست جواب دیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ان کی اپنے محکمہ پر پوری گرفت ہے۔ منسٹر صاحب بہت احسن طریقے سے اپنی ذمہ داری نبھا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ عظمیٰ کاردار: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔ انہوں نے جزو(ب) کے جواب میں کہا کہ صرف ان لوگوں سے پیسے وصول کئے جاتے ہیں جو اپنی مرضی سے اپنا علاج پرائیویٹ کرواتے ہیں۔ میں ہیلتھ کارڈ کے ساتھ dovetail کروں گی کہ ہمارے بہت سے صاحب حیثیت

لوگ ہوتے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا حق ہے کہ ان کا بھی مفت علاج ہو۔ انصاف ہیلتھ کارڈ جس طرح غلط استعمال ہوا تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ہماری حکومت نے یہاں پر بھی کوئی معیار بنایا ہے کہ معلوم ہو سکے کہ کون علاج afford کر سکتا ہے اور کس کو مفت علاج کی سہولیات ملنی چاہئیں تاکہ غریبوں کا حق نہ مارا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، خواجہ صاحب!

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہم ہیلتھ کارڈ کو modify کر رہے ہیں کہ اور poor population کو target کر رہے ہیں۔ انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کا اپنا ماڈل ہے جو غریب اور نادار لوگوں کا مفت علاج کیا جاتا ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ Institutional practice میں وہ پرائیویٹ مریض دیکھتے ہیں۔ وہاں رات دیر تک وہاں کنسلٹنٹ، ڈاکٹر پروفیسر دستیاب رہتے ہیں۔ اگر ایمرجنسی میں ضرورت ہو تو پروفیسر فوری طور پر وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ ہم اس ماڈل پر کام کر رہے ہیں۔ پنجاب کے جتنے بھی ٹیچنگ ہسپتال ہیں ہم وہاں جو ماڈل لانا چاہ رہے ہیں۔ ہم اس پر working کر رہے ہیں کہ شام اور رات کو سینئر ڈاکٹرز کی availability ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال راؤ کاشف رحیم خان کا ہے۔ جی، راؤ صاحب!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 219 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد: ایف آئی سی میں سٹاف اور سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی تعداد سے متعلق و دیگر تفصیلات

***219: راؤ کاشف رحیم خان:** کیا وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) FIC فیصل آباد میں عملہ کی کل کتنی تعداد ہے سکیل وار تفصیلات فراہم کی جائیں؟

(ب) FIC میں کتنے ہارٹ سپیشلسٹ اور سرجن ہیں ان کے نام اور سکیل کی تفصیلات فراہم کی جائیں؟

(ج) سال 2023 میں کل کتنے آپریشن کئے گئے کہ ان میں سے کتنے فری اور کتنے مریضوں سے فیس یا اخراجات وصول کئے گئے؟

(د) FIC میں کتنے سرجن ڈیلی ڈیوٹی پر اور کتنے آن کال ہوتے ہیں؟

(ہ) سال 2023 مریضوں کا علاج نہ ہونے یا توجہ نہ دیئے جانے کی کتنی شکایت موصول ہوئی ان پر کیا ایکشن لیا گیا تفصیل فراہم پیش کی جائیں؟

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق):

(الف) فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں عملہ کی منظور شدہ سیٹیں 1401 ہیں، جن میں سے 977 سیٹوں پر عملہ کام کر رہا ہے اور 424 سیٹیں خالی ہیں۔ سکیل وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) FIC میں تین سرجن ہیں۔

ڈاکٹر شہباز احمد پروفیسر آف کارڈیک سرجری BS-20 ڈاکٹر ضیغم رسول خالد ایسوسی ایٹ پروفیسر پیڈز کارڈیک سرجری BS-19 ڈاکٹر راشد علی ملک اسسٹنٹ پروفیسر آف کارڈیک سرجری BS-18

(ج) سال 2023 میں کل 881 آپریشن کئے گئے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

Free = 213

Sehat Card = 556

General User = 03

Paying = 109

(د) FIC میں روزانہ تین سرجن ڈیوٹی پر ہوتے ہیں۔

(ہ) سال 2023 میں مریضوں اور ان کے لواحقین کی طرف سے علاج معالجے کے بارے میں تین شکایات موصول ہوئیں اور بروقت ان کا ازالہ کیا گیا۔ تفصیل (ضمیمہ ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راؤ صاحب! ضمنی سوال کریں۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں عملہ کی منظور شدہ سیٹیں کتنی ہیں۔ اس کا جواب آیا کہ فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں عملہ کی منظور شدہ سیٹیں 1401 ہیں، جن میں سے 977 سیٹوں پر عملہ کام کر رہا ہے اور 424 سیٹیں خالی ہیں۔

جناب سپیکر! اگر صرف ایک ہسپتال یعنی فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں 424 سیٹیں خالی ہیں۔ میں باقی کارڈیالوجی سنٹرز کی بات نہیں کرتا۔ یہاں revamping کے نام پر کروڑوں اربوں خرچ کیا جا رہا ہے۔ آپ انڈیا، بنگلہ دیش یا سری لنکا چلے جائیں اور وہاں کے ماڈل دیکھیں۔ کیا وہاں بھی اتنی revamping ہوتی ہے۔ فیصل آباد کارڈیالوجی سنٹر میں جب کوئی مریض جاتا ہے تو آپریشن کے لئے آٹھ، آٹھ ماہ یا سال، سال کا وقت دیا جاتا ہے معلوم نہیں وہ مریض زندہ بھی رہتا ہے یا نہیں رہتا۔ میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ 424 سیٹیں کب fill کی جائیں گی؟

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمر جنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو سوال کیا ہے یہ وہی سوال ہے جس کا میں پہلے مختلف سوالات میں جواب دے چکا ہوں۔ بھرتیوں پر ban پچھلی حکومتوں میں کئی سال سے تھا۔ ہم نے آکر اس ban کو ختم کیا ہے۔ اس پر تھوڑا وقت لگے گا۔ میں نے گزارش کی ہے کہ جتنی بھی خالی سیٹیں ہیں۔ فیصل آباد کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹ سمیت پنجاب کے تمام اداروں جن میں ٹیچنگ کیڈر، نرسز اور پیرامیڈیکل سٹاف کی بھرتی کی جا رہی ہے اور اس کے ساتھ need base پر MO اور WMO کو بھرتی کیا جائے گا اور جن BHUs پر یا دور دراز علاقوں میں RHCs میں ڈاکٹر ایڈہاک اور کنٹریکٹ پر نہیں آئے گا بلکہ اس کو per patient payment یا per day payment کے ذریعے لایا جائے گا۔ اس کا جو بہتر حل ہو گا وہ بھی کیا جائے گا۔ انہوں نے یہ بھی ٹھیک کہا ہے کہ بائی پاس آپریشن کا وقت بہت زیادہ دیا جاتا ہے۔ میں نے پہلے گزارش کی تھی کہ ہم پنجاب کے تمام انسٹیٹیوٹس کی کارکردگی کو بہتر کریں گے تو لاہور اور فیصل آباد پر automatically que کم ہو جائے گا۔ فیصل آباد کی اپنی capacity ہے۔ اس میں human resource کا issue موجود ہے۔ یہ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ ہم اس کو بہتر کر

رہے ہیں۔ اس انسٹیٹیوٹ میں local issues بھی ہیں۔ ہم نے اس پر تفصیلی بات کی ہے periodic surgery کو general surgery جو main cardiac ہے اس سے بھی علیحدہ کر رہے ہیں اور جتنی بھی خالی سٹیٹس ہیں ان پر بھرتی کر رہے ہیں۔ اس سے اس کی capacity بڑھے گی اور جو چھ آٹھ ماہ کا وقت دیا جاتا ہے ان شاء اللہ اس سے کافی کم ہو جائے گا۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ بڑا احساس مسئلہ ہے۔ یہ یقین دہانی کروا دیں کہ اتنی دیر میں بھرتی مکمل ہو جائے گی۔ آپ دیکھیں revamping تو ہر جگہ ہو رہی ہے جب مریض ہی نہیں رہے گا تو پھر revamping کا فائدہ کیا ہو گا۔ آپ پورے پنجاب کی revamping کی سکیمیں نکال کر دیکھ لیں۔ یہاں 20 کروڑ کی ایک سکیم بنی تو revamping کے نام پر وہی سکیم 70 کروڑ روپے کی ہو گی اور 2۔ ارب پر چلی گئی۔ عملے کی ضرورت ہے اور عملہ نہیں ہے۔ آپ THQ کو دیکھ لیں MS نہیں ہے۔ ان اداروں میں human resource پر زور نہیں دیا جا رہا صرف revamping کے نام پر development کا فنڈ استعمال ہو رہا ہے۔ میری یہ humble request ہے کہ یہ یقین دہانی کروا دیں کہ کب تک یہ بھرتی مکمل کی جائے گی۔

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہم اگلے ماہ سے ان شاء اللہ بھرتیوں کا آغاز کر رہے ہیں۔ اس کا ایک process and procedure ہے۔ ہم نے ان rules کے مطابق بھرتیوں کا کام کرنا ہے۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کو requisition جائے گی اس کے مطابق ہم ایڈہاک لگا دیں گے لیکن جو HR کی ability ہے اس کی گارنٹی نہیں دی جا سکتی کیونکہ Cardiac Surgeon, perfumeries اور Cardiac Anesthesia جو کے لوگوں کی کمی ہے۔ اس کو حل کرنے کے لئے ہم نے گروپ ترتیب دیا ہے جو local base پر اگر لاہور میں HR زیادہ ہے تو weekly بنیاد پر فیصل آباد، ملتان یا وزیر آباد جائیں گے، اگر میو ہسپتال، جناح یا گنگا رام ہسپتال ضرورت ہو گی تو وہاں جائیں گے۔ جہاں جہاں Cardiac facility ہے اس کو بڑھایا جائے گا۔ فاضل ممبر کی یہ بات درست ہے کہ آپریشن کروانے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ہم اس کو کم کرنے کے لئے fast track پر کام کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آخری ضمنی سوال ہے۔ جی، راؤ صاحب!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں نے جز (د) میں سوال پوچھا تھا کہ FIC میں کتنے سرجن ڈیلی ڈیوٹی پر اور کتنے آن کال ہوتے ہیں۔ پہلے حصے کا جواب آیا کہ FIC میں روزانہ تین سرجن ڈیوٹی پر ہوتے ہیں۔ دوسرے حصے کا جواب نہیں آیا کہ کتنے on call ہوتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، خواجہ صاحب!

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! گزارش ہے کہ یہ سوال صرف کارڈک سرجنز کے حوالے سے پوچھا گیا ہے۔ اس میں فزیشن، MO یا WMO یا PG Trainee یا Consultant کا نہیں پوچھا گیا۔ اس وقت FIC میں تین ہی سرجنز ہیں جو آپریشن کرتے ہیں تو یہی تین سرجنز آن کال بھی ہوتے ہیں باقی تو ان کا supporting staff ہوتا ہے جو ان کے ساتھ کام کرتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے یہ گزارش کرنی ہے کہ آپ نے تین سوال تو fix کر دیئے۔ وقفہ سوالات کے لئے ایک گھنٹے کا وقت ہے۔ اگر محرک دس منٹ اور منسٹر صاحب پندرہ منٹ تقریر کریں گے تو مہربانی کر کے ٹائم بھی fix کریں۔ اگر منسٹر صاحب زیادہ ٹائم لیں تو اس کا ٹائم بڑھا دیا کریں تاکہ سوالات مکمل ہو جایا کریں۔ اس طرح نہیں ہو پا رہا۔

جناب سپیکر! revamping کا پورا issue سامنے آ رہا ہے۔ اس حوالے سے بار بار آوازیں آ رہی ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے منسٹر صاحبان بہت محنت کر رہے ہیں لیکن revamping کا جو شعبہ ہے ان کے لئے علاقہ ممنوعہ ہے۔ اس موضوع پر ایک دن بحث رکھیں۔ اس پر بہت بڑی کہانیاں بن رہی ہیں تاکہ جو جو شکایات اور جو جو معاملات ہیں ان کا حل ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: امجد صاحب! آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے تو وہ کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں اسی پر آ رہا ہوں۔ یہاں دس دس منٹ تقریر کی گئی ہے۔ یہاں revamping کی بار بار بات ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: امجد صاحب! اگر آپ نے اصلاح کرنی ہے تو آپ منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ آپ نے تجاویز دینی ہیں تو وہ منسٹر صاحب کو دے دیں۔ اب وقفہ سوالات کا وقت ختم ہوتا ہے۔

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمر جنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات اور ان کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ملتان۔ نشتر میڈیکل یونیورسٹی میں ایم ایس این میں ایڈمیشن کے لئے این او سی کے اجراء سے متعلقہ تفصیلات

***198: محترمہ کنول پرویز چودھری:** کیا وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) نشتر میڈیکل یونیورسٹی ملتان میں گزشتہ سال ایم ایس این ایڈمشن سیشن 25-2023 کے لئے کتنی نرسز نے اپلائی کیا تھا کتنی نرسز نے انٹری ٹیسٹ پاس کیا تھا مکمل تفصیلات سے آگاہ کریں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ نشتر میڈیکل یونیورسٹی ملتان میں ایم ایس این ایڈمیشن کے لئے صرف اور صرف 10 نرسز میرٹ پر آئی تھیں اور انہوں نے ایڈمشن سے قبل اپنے اپنے متعلقہ سنٹروں سے این او سیز حاصل کرلی تھیں اور تھرو پراپر چینل محکمہ ہیلتھ لاہور کو بھجوادی تھیں لیکن محکمہ ہیلتھ لاہور نے تاحال انہیں این او سی جاری نہیں کیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ سال سے محکمہ ہیلتھ انہیں این او سی کے معاملہ میں ذلیل وخوار کر رہا ہے کبھی کچھ اعتراض لگا دیتے ہیں ہر ماہ ملتان سے لاہور سیکرٹری سپیشلائزڈ ہیلتھ کے دفتر آتی ہیں اور دھکے کھا کر واپس چلی جاتی ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ جب بھی یہ طالبات محکمہ کے اعتراضات کو دور کرنے کے لئے مطلوبہ دستاویزات لے کر آتی ہیں تو انہیں این او سی دینے کی بجائے مزید اعتراضات لگا دیئے جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ شدید پریشانی و اضطراب میں مبتلا ہیں۔ اس بابت محکمہ کیا اقدامات اٹھا رہا ہے اور ذمہ دار متعلقہ ملازمین کے خلاف کیا کارروائی کرے گا؟

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق):

(الف) نشتر میڈیکل یونیورسٹی ملتان میں گزشتہ سال ایم ایس این ایڈمشن 25-2023 کے لئے 258 نرسز نے اپلائی کیا تھا۔ اس میں سے 221 نرسز نے انٹری ٹیسٹ دیا اور ان میں سے 35 نرسز نے ٹیسٹ پاس کیا۔

(ب) نشتر میڈیکل یونیورسٹی ملتان میں ایم ایس این کی کل 10 نشستیں پاکستان نرسنگ کونسل سے منظور شدہ ہیں جن پر میرٹ پر آنے والی 10 نرسز کو داخلہ دیا گیا۔ ان تمام نرسز کو این او سی جاری کر دیئے گئے ہیں تفصیل (ضمیمہ الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ایضاً

(د) ایضاً

ملتان: انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں آپریشنز تھیٹرز کی تعداد سے متعلقہ تفصیلات

***267: جناب محمد ندیم قریشی:** کیا وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی ملتان میں کتنے آپریشن تھیٹر ہیں ان آپریشن تھیٹر میں کون کون سی سہولیات میسر ہیں روزانہ کتنے چھوٹے اور بڑے آپریشن کئے جاتے ہیں؟

(ب) کتنے ہارٹ سرجن اور جنرل سرجن تعینات ہیں ان کے نام، عہدہ اور تعلیمی قابلیت بتائیں ان سرجن نے یکم جنوری 2023 سے آج تک کتنے آپریشن کئے ہیں تفصیل علیحدہ علیحدہ دی جائے کتنے On Payment کئے جاتے ہیں اور کتنے فری آپریشن کئے گئے ہیں؟

(ج) ان مریضوں کو کون کون سی ادویات اور دیگر سہولیات فراہم کی جاتی ہے؟

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر ومیڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق):

(الف) چودھری پرویز الٰہی انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، ملتان میں 05 آپریشن تھیٹر ہیں اور روزانہ کی بنیاد پر 6سے 8 آپریشن کئے جاتے ہیں اور یہاں ہر طرح کے دل کے آپریشن کی سہولیات فراہم کی جاتی ہے، تفصیل درج ذیل ہے۔

Ventricular Septal Defect (VSD)

Artium Septal Defect (ASD)

Double Valve Replacement (DVR)

Coronary Artery Bypass Graft (CABG)

Tetrology of Fallots (TOF)

Aortic Valve Replacment (AVR)

Mitral Valve Replacement (MVR)

(ب) چودھری پرویز الٰہی انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، ملتان میں 09 کارڈیک سرجن ہیں۔ کارڈیک سرجن اور دل کے آپریشن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان مریضوں کو دل کی تمام ادویات فراہم کی جاتی ہیں اور تمام ٹیسٹ کی سہولیات فراہم کی جاتی ہے۔

لاہور: پی آئی سی میں اوپی ڈی اور ایمرجنسی سے متعلقہ تفصیلات

***429: محترمہ عظمیٰ کاردار:** کیا وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر اینڈ میڈیکل ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) PIC لاہور کی ایمرجنسی اور OPD کے بارے میں مکمل تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) اس کی ایمرجنسی کتنے بیڈز پر مشتمل ہے روزانہ ایمرجنسی میں کتنے مریض علاج کے لئے آتے ہیں؟

(ج) ایمرجنسی اور OPD میں آنے والوں کے لئے کیا کیا سہولیات میسر ہیں؟

(د) کیا ان کو ادویات اور ٹیسٹ کی مفت سہولت حاصل ہیں؟

(ہ) OPD میں کتنے مریض ایک دن میں آتے ہیں؟

(و) کیا حکومت اس کی ایمرجنسی میں توسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق):

(الف) پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور کی ایمرجنسی دو سو اٹھاون بیڈز پر مشتمل ہے۔ جہاں آنے والے تمام مریضوں کا طبی معائنہ، ادویات، خون کے ٹیسٹ، ایکسرے، انجیوگرافی، سی۔ ٹی سکین، بیڈ سائیڈ ایکو کارڈیوگرافی اور پرائمری انجیوپلاسٹی کی سہولیات چوبیس گھنٹے فری فراہم کی جاتیں ہیں۔ اس کے علاوہ مریضوں کی شکایات / دادرسی اور سہولیات کی فراہمی کے لئے تینوں شفٹوں میں اے۔ایم۔ایس / ڈی۔ایم۔ایس بھی موجود ہوتے ہیں۔ مزید یہ کہ پہلے ہسپتال ہذا کے ایمرجنسی جو کہ تین منزلوں اور ایک گراؤنڈ فلور پر مشتمل ہے اُس میں پہلے بیڈز کی تعداد 200 تھی جو کہ گورنمنٹ نے 518.443 ملین مالیت سے مکمل ایمرجنسی کی ری ویمپنگ کرنے کے بعد 58 بیڈز بڑھا کر 258 کر دی ہے۔

او۔پی۔ڈی میں روزانہ کی بنیاد پر آنے والے تمام مریضوں کی سب سے پہلے پرچی بنوا کر ای۔سی۔جی کی جاتی ہے بعد ازاں ان کا طبی معائنہ / سکریننگ کی جاتی ہے۔ جس کے بعد دل سے متعلقہ تمام بیماریوں کے ٹیسٹ اور ادویات کی فراہمی کے لئے مریضوں کی رجسٹریشن کی جاتی ہے۔ مزید یہ کہ اب گورنمنٹ ہسپتال کے مختلف وارڈز اور او۔پی۔ڈی کا 77000 sft کے ایریا کی ری ویمپنگ کر رہی ہے جس کا تقریباً 65 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اور بقیہ 35 فیصد بھی جلد ہی مکمل کر لیا جائے گا۔

1۔ او۔پی۔ڈی میں اے۔ایم۔ایس (او۔پی۔ڈی) مریضوں کی شکایات / دادرسی اور باقی انتظامات کو دیکھنے کے لئے تعینات ہے۔

2۔ او۔پی۔ڈی میں کمروں کی تعداد گیارہ ہے جہاں سنتالیس ڈاکٹر مع کنسلٹنٹ اور سترہ نرسز کے ساتھ تعینات ہیں۔ جن کا کام دل کے مریضوں کا طبی معائنہ / سکریننگ کرنا ہے۔

3۔ او۔پی۔ڈی میں کاونٹر کی تعداد پانچ ہے جن میں سے دو کاونٹر دل سے متعلقہ مریضوں کی پرچی / رجسٹریشن کے لئے، ایک کاونٹر دل کے متفرق ٹیسٹوں کا ٹائم لینے

کے لئے، ایک کاونٹر خون کے ٹیسٹ / الٹراساؤنڈ کے لئے اور ایک کاونٹر ای۔ٹی۔ٹی کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں۔

4۔او۔پی۔ڈی میں ایک ریکارڈ روم بھی موجود ہے جہاں مریضوں کا ریکارڈ محفوظ کیا جاتا ہے جو بوقت ضرورت آنے والے مریضوں کو نکال کر دیا جاتا ہے۔

5۔او۔پی۔ڈی میں مریضوں کے لئے ایک INR کلینک بھی موجود ہے۔

(ب) پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور کی ایمرجنسی دوسو اٹھاون بیڈز پر مشتمل ہے۔ روزانہ ایمرجنسی میں تقریباً آٹھ سو مریض علاج معالجہ کے لئے آتے ہیں۔

(ج) پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور کی ایمرجنسی تقریباً دوسو اٹھاون بیڈز پر مشتمل ہے۔ جہاں آنے والے تمام مریضوں کا طبی معائنہ، میڈیسن، بلڈ ٹیسٹ، ایکسرے، انجیوگرافی، سی۔ٹی سکین انجیوگرافی، ایکوکارڈیوگرافی اور انجیوپلاسٹی کی سہولت چوبیس گھنٹے فراہم کی جاتی ہیں۔

او۔پی۔ڈی میں آنے والے تمام مریضوں کا طبی معائنہ، بلڈ ٹیسٹ، ایکسرے، الٹراساؤنڈ، ایکوکارڈیوگرافی اور دل سے متعلقہ تمام بیماریوں کے لئے تمام سہولیات اورادویات مفت فراہم کی جاتی ہیں۔

(د) پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، لاہور میں دل کے مریضوں کے لئے تمام ٹیسٹ اور ادویات کی سہولت موجود ہے۔ جبکہ وہ مریض جو اپنی مرضی سے Paying کیٹیگری میں علاج کروانا چاہیں اور فیس ادا کرنا چاہیں وہ کرسکتے ہیں۔

(ہ) پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، لاہور کی OPD میں تقریباً تین ہزار مریض روزانہ کی بنیاد پر آتے ہیں بتفصیل چار سو سے پانچ سو نئے مریض، پانچ سو سے چھ سو پرانے مریض اور دوہزار سے بائیس سو مریض روزانہ کی بنیاد پر فری دوائی لینے آتے ہیں۔

(و) حکومت نے پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی ایمرجنسی کی حال میں ہی اٹھاون بیڈز کی توسیع کی ہے۔ جس سے اب ایمرجنسی کے بیڈز کی تعداد دو سو سے بڑھ کر دوسو اٹھاون ہو گئی ہے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ ہر جگہ دوائی مل رہی ہے۔ دو ماہ سے ممبران کو دوائی نہیں مل رہی۔ اگر ممبران کا یہ حال ہے جو privileged لوگ ہیں ان کو دوائی نہیں مل رہی۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! اگر یہ issue سامنے آیا ہے تو اس کو ہم دیکھ لیتے ہیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! دو ماہ سے کسی ممبر کو دوائی نہیں ملی۔ میں on the floor of the House کہہ رہا ہوں۔

زیرو آور نوٹس

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اب ہم زیرو آور نوٹس لیتے ہیں۔ قاضی احمد اکبر پہلے mover ہیں اور یہ ہائر ایجوکیشن سے related ہے۔ جی، قاضی صاحب!

محکمہ ہائر ایجوکیشن کی طرف سے پرائیویٹ امتحان دے کر ماسٹر ڈگری حاصل کرنے پر پابندی کی وجہ سے ہزاروں طلباء وطالبات اعلیٰ تعلیم سے محروم

قاضی احمد اکبر: جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے فوری نوعیت کے معاملے کو زیر بحث لایا جائے معاملہ یہ ہے کہ محکمہ ہائر ایجوکیشن بی اے، بی ایس سی کے بعد ریگولر اور پرائیویٹ طلباء وطالبات کو دو سالہ ایم اے کی ڈگری دے رہا تھا۔ اس ڈگری کے لئے غریب سٹوڈنٹس پرائیویٹ طور پر گھر میں تیاری کر کے امتحانات دیتے تھے لیکن اب ہائر ایجوکیشن نے پرائیویٹ طور پر امتحان دے کر دو سالہ ماسٹر ڈگری حاصل کرنے پر پابندی عائد کر دی ہے۔ جس سے سالانہ ہزاروں طلباء وطالبات اعلیٰ تعلیم سے محروم ہو گئے ہیں۔ لہٰذا مجھے زیرو آور کے تحت اس پر بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، قاضی صاحب!

قاضی احمد اکبر: جناب سپیکر! جو policy initially HEC کی طرف سے آئی اور یہ سلسلہ چل رہا تھا کہ 14 سال Bachelors اور 16 سال Master کی ایجوکیشن تھی۔ پھر HEC نے

ایک Policy دی اور اس میں ایک phase out plan دیا کہ اس 14 سال Bachelor's Degree کو 16 سال پر لے گئے اور Master Degree کو اٹھارہ سال پر لے گئے۔ اگر آپ اس کو دنیا کے تعلیمی نظام کے ساتھ دیکھیں تو یہ اس کو اس میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے اس کے ساتھ align کرنے کے لئے کام کیا گیا تھا۔ جس کی میں واضح طور پر تعریف کرتا ہوں کہ یہ اچھا کام کیا گیا لیکن جب وہ کام ہوا تو اس کے ساتھ کچھ اس کے drawbacks آئے کچھ flaws آئے جن کو وقت کے ساتھ دور نہیں کیا گیا۔ میں اس پر بات کرنا چاہ رہا ہوں کہ اس میں جو BA کا Associate Degree Program شروع کیا گیا ہے۔ اس کو دو سے چار سال اور semester system پر لے کر گئے۔ اب جن بچیوں نے بالخصوص BA کیا ہوا تھا اور اب وہ Master میں ایڈمشن لینا چاہ رہی تھی تو ان کو کہا گیا کہ جی اب آپ پہلے دو سال کا BA پروگرام complete کریں تاکہ آپ کے وہ چار سال پورے ہوں اور پھر اس کے بعد آپ کو Master میں داخلہ دیا جائے گا۔ باہر ملکوں میں پڑھائی کے لئے جانا ہو اور jobs لینی ہو تو یہ equalization کے حوالے سے یہ policy ٹھیک تھی لیکن جو چھوٹے ضلعے ہیں جس میں میرا ضلع اٹک بھی آتا ہے۔ جہاں پر سرکاری یونیورسٹیاں موجود نہیں ہیں۔ ہمارے پاس ایک COMSATS University اور ایک Air University ہے۔ یہ دونوں صرف science subjects میں courses offer کر رہی ہیں۔ ان کی semester کی فیس ایک لاکھ سے ایک لاکھ دس ہزار روپیہ per semester ہے جبکہ اس سے پہلے جو سرکاری یونیورسٹیاں ہیں وہ 20 سے 25 ہزار روپیہ سالانہ لیا کرتی تھی۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس دو district learning universities ہیں۔ جس میں Allama Iqbal Open University and Virtual University آتی ہیں۔ وہ بھی 35 سے 45 ہزار روپیہ per semester لیتی ہیں لیکن ان کے پاس subjects بڑے limited ہیں۔ اب جو بچی یہ خواہش رکھتی ہو کہ اس نے Art کے کسی subjects میں specialization کرنی ہے اور وہ اس میں Masters کرنا چاہ رہی ہے۔ تو ہمارے اس چھوٹے سے ضلعوں میں وہ سہولیات موجود نہیں ہیں۔ یہاں پر میں دو چیزیں کے حوالے سے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ ایک تو پہلے COMSATS University میں جو اٹک کا کیمپس تھا۔ اس میں سٹوڈنٹس کو 100 فیصد سکالرشپ دی جا رہی تھی۔ اس کو reduce کر کے 70 فیصد اور پھر 50 فیصد اور اب ختم کر دیا گیا

ہے۔ایک تو یہ ہے کہ وہ سہولت دوبارہ مہیا کی جائے تاکہ وہ جو بچے پہلے اس سے مستفید ہو رہے تھے اور بالخصوص جو بچیاں مستفید ہو رہی تھی جو میرٹ پر آ کر سکالرشپ لیتی تھی ان کو وہ سہولت واپس مل سکے۔ دوسرا جو ہمارے پاس Women Degree College Attock ہے اس کو پنجاب یونیورسٹی کا یا سرگودھا یونیورسٹی کا sub-campus declare کیا جائے تاکہ کم سے کم فیس میں ہماری بچیاں تعلیم حاصل کر سکیں۔ ان بچیوں کے لئے اٹک کے کسی دیہات سے اٹھ کر راولپنڈی جانا، hostel میں رہنا اس کی فیس دینا اور پھر per semester اتنی ہائی فیس ادا کرنا بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ جو ایک عام گھرانے کی بچی ہے جو پردہ دار بچیاں ہے ان کے لئے وہاں تک جانا اور سفید پوشی قائم رکھنا بھی بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس حوالے سے ایک تو COMSATS University کی سکالرشپ کی بحالی اور دوسرا Women Degree College Attock ہے اس کو پنجاب یونیورسٹی یا سرگودھا یونیورسٹی کا sub-campus declare کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر پارلیمانی امور!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جو انہوں نے سوال کیا ہے اس کا میں specific جواب دوں گا کیونکہ انہوں نے اپنے علاقے کے حوالے سے اس پر کافی بات کی ہے۔ جو محکمے کی طرف سے جواب اس کا آیا ہے کہ اس ضمن میں عرض ہے کہ سرکاری اور نجی جامعات میں تعلیم کے حوالے سے policy بنانے کا اختیار ڈگری کی میعاد اور اس کا طریق کار، کم از کم معیارات، یہ سب عوامل طے کرنے کا اختیار ہائر ایجوکیشن کمیشن آسلام آباد کے پاس ہے۔ اس میں محکمہ اعلیٰ تعلیم پنجاب کا کوئی عمل دخل نہ ہے ہائر ایجوکیشن کمیشن آسلام آباد ہی نے دو سالہ private MA degree پر پابندی لگائی ہے اس لئے اب پنجاب کی جامعات یہ ڈگری دینے سے قاصر ہیں جہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ پنجاب کی سرکاری جامعات اب بھی دو سالہ پرائیویٹ B.A، B.Sc. جسے Associate Degree Arts اور Associate Degree Science کا نام دیا گیا ہے کروا رہی ہیں طالب علم یہ دو سالہ کورس پاس کرنے کے بعد کسی بھی یونیورسٹی یا کالج میں بطور regular طالب علم B.A، B.Sc. (Hons.) میں پانچویں semester میں داخلہ لے سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، disposed of۔ اگلے mover رانا آفتاب احمد خان ہیں لیکن یہ پڑھا جا چکا ہے اس کا جواب pending تھا۔ جی، منسٹر ایجوکیشن!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس پر میں کچھ بولنا چاہ رہا تھا۔ آپ نے کہا تھا جب جواب آجائے گا تو اس دن آپ بات کر لینا۔ اس پر میں نے بات تو کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ جو میں نے تحریک پیش کی ہے کہ اس وقت آپ کے ملک میں 90 لاکھ پڑھے لکھے بے روزگار افراد موجود ہیں۔ 37 فیصد لوگ وہ غربت کی لکیر سے نیچے چلے گئے ہیں۔ آپ کو GDP کا پتا ہو گا، زراعت آپ نے ختم کر دی ہے یہ جو گورنمنٹ سکولز بنے ہوئے ہیں یہ اس لئے ہوتے تھے کہ وہاں پر لوگ تعلیم حاصل کریں اور اس سے لوگوں کا ذریعہ معاش بھی ہو اس میں وزیر صاحب کی میں توجہ چاہوں گا یہ اس کو پڑھیں۔

Outsourcing of Schools in Punjab What are its disadvantages.

1. **Loss of Government Control:** Outsourcing may lead to loss of Control over Educational Policy and Curriculum.

2. **Commercialization of Education:** Education may become a commercial venture, prioritizing profits over student's welfare.

3. **Inequitable Access:** Outsourcing may lead to unequal access to quality education, favouring some peoples.

4. **Teacher Jobs Insecurity:** Outsourcing may lead to job insecurity for existing teachers.

5. **Cultural and Social Implications:** Outsourcing may lead to a loss of cultural and social values in education.

جناب سپیکر! آپ یہ دیکھیں اس کے بعد ٹیچرز کا جب احتجاج شروع ہوا ہے اس میں ملک میں ایک یہ educative bomb blast کر گیا ہے۔ اگر آپ اتنے اداروں کو چلانے کے اہل نہیں ہیں تو آپ نے یہ ادارے بنائے کیوں تھے؟ آپ کے پاس educative people اور staff ہے۔ اس میں سب سے اہم چیز ہے کہ آپ اس کو improve کریں جیسے hospitals کو revamping کر رہے ہیں اس کو بھی revamping اور upgrade کریں اور quality education دیں وہاں کے حالات بہتر کریں وزیر صاحب نے کل بھی meeting لی تھی تو اس میں بھی یہی issue تھا۔ ایک تو ان کا محکمہ ان کو غلط information دے رہا ہے اس کا action لے لیا ہے۔ اس کے بعد دیکھیں کہ یہ 13 ہزار پبلک سکولز کو outsource کرنے جا رہے ہیں جس سے بد امنی ہو گی، لوگوں کے روزگار ختم ہو جائیں گے، لوگ سڑکوں پر آ جائیں گے، لوگ روٹی کے لئے مر رہے ہیں، لوگ پہلے ہی آپ کو بجلی کا بل نہیں دے سکتے اور گیس کا بل نہیں دے سکتے۔ میں نے پہلے بات کی تھی کہ پرائیویٹ سکولز چھ، چھ ہزار روپے تنخواہ دے رہے ہیں۔ آپ کے پاس already چیزیں ہیں جو کسی نے تو آ کر improve کرنی ہیں، آپ موجودہ infrastructure کو improve کریں، ایجوکیشن کو improve کریں، ادھر facilities لائیں، IT labs لائیں اور چیزوں کو improve کریں بجائے اس کے کہ آپ کہیں کہ نہیں جی ہم نے بس اس کو اب دے دینا ہے اور جان چھڑانی ہے تو اس طرح نہیں ہوتا۔ جیسے وزیر موصوف نے کہا ہے کہ ہم revamping کر رہے ہیں، upgradation کر رہے ہیں why not the 13 Government schools? 13 ہزار سکولوں کو چلانے کے لئے جب پرائیویٹ آدمی آئے گا تو اس کی اپنی مرضی ہو گی اور یہ جو ملازم ہیں they have also come through a procedure اگر آپ ان کو نکالیں گے یا short listing کریں یا golden handshake کریں گے تو پھر یہاں پر ایک بہت بڑا issue آئے گا۔ میری وزیر موصوف سے گزارش ہے کہ instead of spoiling the institutions آپ مہربانی کر کے اس کو بڑے اچھے انداز میں parents, teachers پر مشتمل کمیٹیاں بنا کر اسے بہتر کریں۔ میں ساتھ یہ بھی کہوں گا کہ ممبران بھی اپنے بچوں کو سرکاری سکولوں میں بھیجیں تاکہ انہیں کوئی احساس ہو کہ غریب کا بچہ کیسے پڑھتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر سکولز ایجوکیشن رانا سکندر صاحب!

صوبہ بھر کے 13 ہزار سے زائد سرکاری سکولوں کو پرائیویٹ کرنے کا معاملہ (۔۔۔جاری)

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات): جناب سپیکر! شکریہ، میں رانا آفتاب صاحب کی باتوں سے ضرور اتفاق کرتا ہوں but ساتھ ہی ساتھ کہتا ہوں کہ کاش! یہ ساری چیزیں ان چار سالوں میں ہو جاتیں جب چار سال پنجاب کو ایک قابل ترین وزیر اعلیٰ چلاتے رہے۔ میں کچھ facts ہاؤس کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ No 1 کوئی privatization نہیں ہو رہی، مجھے نا یہ لفظ پسند ہے اور نہ میں اس پر یقین رکھتا ہوں۔However پنجاب میں 7 سال کے اندر معزز ممبر نے ضرور بڑے کمال stats بتائے کہ نوجوان غربت کی لکیر سے نیچے چلے گئے۔ انہوں نے بتایا کہ بے روزگاری کتنی زیادہ بڑھی تو کاش چار سال میں بزدار صاحب بھی ایک آدھا ٹیچر رکھ لیتے تو شاید بے روزگاری اوپر چلی جاتی۔ کاش یہ سوچ لیتے کہ ان 13 ہزار سکولوں کے اندر تقریباً 600 سکولز ایسے ہیں جن میں ٹیچرز نہیں ہیں، 2500 سے زائد ایسے سکولز ہیں جن میں ایک ٹیچر ہے تو کیا ایک ٹیچر پورا سکول چلا سکتا ہے؟ 10097 سکولز ایسے ہیں جن میں صرف 2 ٹیچرز ہیں اور ان دو ٹیچرز کو آپ نے پچھلے 8 سالوں سے پھنسایا ہوا ہے because وہاں پر 2 school teachers ہیں اور وہ ٹرانسفر نہیں کروا سکتے۔ ایک لاہور کی رہنے والی بچی تھی جس کی شادی سرگودھا ہو گئی لیکن وہ سرگودھا ٹرانسفر نہیں کروا سکتی کہ school میں teacher 2 ہیں۔ کیا یہ اس بچی سے ناانصافی نہیں ہے، کیا وہ پنجاب کی citizen نہیں ہے یا اس ملک کی شہری نہیں ہے؟ میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ جو 4200 سکولز already Public Private Partnership (PEMA) Modal پر چل رہے ہیں وہ 2016 میں دیئے گئے۔ 2018 میں ان کی حکومت آ گئی تو کیا چار سال enough نہیں تھے یہ سوچنے کے لئے کہ اگر یہ سکول اچھے نہیں چل رہے تو انہیں بند کر دیتے۔ وہاں پر missing facilities پوری کرتے، نئے ٹیچر رکھتے اور دنیا کو وہ ماڈل سکول بنا کر دیتے جس کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہم نے بڑے کام کئے ہیں۔ ان 4200 کے قریب سکولوں میں جو Public Private Partnership میں دیئے گئے ان میں میرے حلقے میں بھی کچھ سکولز ایسے ہیں جو اچھے نہیں چلے but کچھ ایسے ہیں جو بہت اچھے چلے۔ میں on the floor of the House "دِلو گورو کے" کے ایک سکول کا ذکر کرنا چاہوں جس میں 100 سے زائد بچیاں تھیں مجھے exact یاد نہیں ہے، وہ

سکول ڈاکٹر امجد ثاقب صاحب "اخوت" والوں نے چلایا اور آج وہاں پر 700 کے قریب بچیاں پڑھ رہی ہیں so we have the precedent کہ یہاں پر اس ملک کے اندر اگر بے روزگاری بڑھ گئی ہے، اگر نوجوان ڈگریاں لے کر پھر رہے ہیں تو ان 13 ہزار سکولوں سے ہم چار problems solve کر رہے ہیں۔ Problem No 1 کہ 20 ہزار ٹیچرز ہم پہلے phase میں ان سکولوں میں لگائیں گے، 900 کے قریب سکولز ایسے ہیں، سارے ہاؤس میں دونوں side سے ممبران میرے پاس آتے ہیں کہ سکول اپ گریڈ ہو گیا اور ابھی PP-1 اٹک سے مجھے معزز ممبر لسٹ دے کر گئے but ٹیچرز available نہیں ہیں SNE نہیں ہیں تو ان ٹیچرز کو ہم ان سکولوں میں shift کریں گے جہاں بچوں کی تعداد 50 سے کم ہے، 100 کم ہے یا 150 ہے تو یہ phases ہیں۔ پہلے phase میں جو 5 ہزار سکولز ہم نے دیئے اس کی deadline مکمل ہوئی اور 5 ہزار سکولز کے against 40 ہزار درخواستیں آئی ہیں جو تمام ڈگری ہولڈرز ہیں۔ میرے گاؤں میں اگر میرے پاس ماسٹرز کی ڈگری ہے اور میرا سکول 76 سال سے نہیں چل رہا، اس کی کوئی ٹیچر lay off نہیں ہے، بچے کی ایک روپیہ بھی فیس نہیں دینے پڑے گی، مانیٹرنگ ہم کر رہے ہیں اور ملکیت سکولز ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی ہے تو بہرکیف ہم ان نوجوانوں کو موقع دینا چاہتے ہیں کہ آپ کو بزدار صاحب نے تو hire نہیں کیا، آئیں ہم آپ کو موقع دیتے ہیں کہ اپنے گاؤں کا سکول چلائیں کیونکہ اس کی بہنیں وہاں پڑھ رہی ہیں اور وہ زیادہ درد رکھتا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ ہم نے وہ سکولز این جی اوز education chains کو دیئے ہیں۔ ہم نے پہلی دفعہ criteria introduce کروایا ہے نوجوانوں under 40 males and females کو بھی پہلی دفعہ include کیا ہے۔ اگر آپ کے پاس ماسٹرز کی ڈگری ہے اور ایک کے پاس بی اے کی ڈگری ہے تو پیسے ہم دیں گے، سکول ہمارا ہے اور ہم صرف EMO basis پر چلانے کے لئے انہیں دیتے ہیں کہ آئیں 76 سالوں میں تو تعداد 50 سے بڑھی نہیں، 76 سالوں میں تو وہ تعداد 100 سے بڑھی نہیں، آئیں اسے چلانے کی کوشش کرتے ہیں تو اس سے out of school children کا مسئلہ حل ہو رہا ہے۔ آپ کے Non SNE سکولز اس سے چل جائیں گے، ان سکولز میں 20 ہزار ٹیچرز کے علاوہ 35 ہزار مزید چاہئیں۔ 500۔ ارب روپے آپ already تعلیم پر لگا رہے ہیں اور ان 35 ٹیچرز کے لئے مزید 50۔ ارب روپے اور چاہئیں، Infrastructure کے لئے 50۔ ارب اور چاہئیں۔ میں

رانا آفتاب صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا tax payers money وہ پیسے میرے نہیں ہیں اور اس ایوان کے نہیں ہیں تو اس عوام کا 100 ارب روپیہ پھر دوبارہ اسی میں جھونک دیں جس نظام پر اتنے سوالات اٹھ رہے ہیں؟ اس وجہ سے ہم نے ٹیچرز کی shortage جو ایک لاکھ 15 ہزار تھی، 35 ہزار post اب نئی چاہئیں، 20 ہزر main stream میں لائیں گے، ہم ٹیچرز کی shortage ایک لاکھ 15 ہزار سے 50 ہزار تک لے آئے ان دو smart policies سے اور میں اس ہاؤس کو sure کرتا ہوں کہ وہ اور تھے جنہوں نے چار سال نظام اپنی مرضی سے چلایا۔ ایک ایک سکول کی update ہم نے live سکرین اپنی لگادی ہے، interactive سکرین 15 دن بعد لگ جائے گی real time میں، ہر ہفتے، ہر ممبر کو ان کے سکولوں کے حالات ہم up date اسی اسمبلی کے اندر کریں گے۔ ان شاءاللہ

جناب محمد ندیم قریشی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، قریشی صاحب! ابھی آپ تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب بات کر رہے ہیں اور یہ وقفہ سوالات تو نہیں ہے کہ آپ ضمنی سوال کریں گے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات): جناب سپیکر! میں اپنی بات مکمل کر لوں تو پھر یہ بات کر لیں۔ 13 ہزار سکولز میں اگر 300 approximately سے 400 بچے enroll کرنے میں ہم کامیاب ہو گئے، جو کہ ان شاءاللہ کامیاب ہوں گے تو پھر رانا آفتاب صاحب کا مسئلہ بھی حل ہو رہا ہے کہ 13 ہزار سکولز کو 15 سے multiply کر لیں کہ جہاں چوکیدار بھی ہو گا، مالی بھی ہو گا، 8/10 ٹیچرز بھی ہوں گے۔ ڈیڑھ سے دو لاکھ نوجوانوں کی employment create کرنے جا رہے ہیں کہ آئیں entrepreneur بنیں اور ملک کو آگے بڑھنے دیں۔ پچھلے stats بھی کچھ لایا ہوں تو 4276 جو سکولز دیئے گئے، میں نے مان لیا کہ ان میں تقریباً ایک ہزار سکولز under performing ہیں اور ان کے contracts cancel کر رہے ہیں۔ چار سال ان کی حکومت رہی لیکن انہوں نے ایک contract cancel نہیں کیا اور نہ ان سکولوں کے حالات دیکھے۔ میں دیکھ رہا ہوں، چیف منسٹر صاحبہ دیکھ رہی ہیں اور یہ ایوان بھی دیکھے گا کہ 4276 سکولز جن میں Public Private Partnership شروع کی گئی ان میں طلباء کی تعداد 200 فیصد بڑھی،

اساتذہ کی تعداد 227 فیصد بڑھی اور ان friends of education نے 10 ہزار additional class rooms ہمارے سکولز میں free بنا کر دیئے ہیں اور اگر ہم 10 ہزار کمرے بنانے جائیں تو اسے 50 لاکھ روپے سے multiply کر لیں تو this is a opportunity for the youngsters to come forward and take charge of education for اور میں demo ایک سکول خود بھی لے رہا ہوں اور ان شاء اللہ اس کے stats ان سے بھی share کروں گا، ساری اسمبلی سے بھی share کروں گا اور میرا یہ ماننا ہے کہ نوجوان کیونکہ آبادی کا 65 فیصد ہیں اور 35 under ہے تو 76 سالوں میں جو تعلیم کا نظام نہیں چل سکا ان شاء اللہ ہم اس ہاؤس کو چلا کر دکھائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں کہہ رہا ہوں کہ وزیر موصوف نے واضح طریقے سے بتایا ہے کہ مگر انہوں نے on the floor of the House بھی کہا ہے کہ یہ privatize نہیں ہوں گے نمبر 1 اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ ہر چیز چار سالوں پر ڈالتے ہیں تو یہ 1985 سے لگے ہوئے ہیں۔ اس وقت انہیں پتا نہیں تھا تو کیا یہ ابھی خراب ہوئے ہیں؟ They should not take the credit کہ یہ صرف تین سال کا کہہ رہے ہیں ٹھیک ہے something bad has happen this time مگر 1985 سے یہ building ہیں اور یہ اب نہیں بنی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! منسٹر صاحب نے بڑی تفصیل سے بریفنگ دی ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ ایک دن special time رکھیں تا کہ policy for education پر discussion ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل رکھیں گے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اگر یہاں بحث نہیں ہو سکتی تو پھر کیا فائدہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلی mover محترمہ عظمیٰ کاردار ہیں۔

سروسز ہسپتال لاہور کے ملازمین کو تنخواہوں کی ادائیگی کا مطالبہ

محترمہ عظمیٰ کاردار: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ مجھے اہمیت عامہ رکھنے والے فوری نوعیت کے معاملے پر زیر و آور کے تحت بات کرنے کی اجازت دی جائے معاملہ یہ ہے کہ سروسز ہسپتال لاہور جس کا شمار صوبہ بھر کے بڑے بڑے ہسپتالوں اور ٹیچنگ ہسپتالوں میں ہوتا ہے اس کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے جس میں سینکڑوں کی تعداد میں ملازمین ڈیلی ویجز اور عارضی طور پر کام کر رہے ہیں اور ان کو تنخواہ تک نہیں دی جاتی۔ اسی طرح pharmacists جن کی تعداد 18 ہے ان کو بھی چار ماہ سے تنخواہ نہیں دی جا رہی جبکہ چند دن بعد عید آنے والی ہے جس پر انہیں پیسوں کی ضرورت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ کاردار: جناب سپیکر! میں جن ملازمین کے بارے میں بات کرنا چاہ رہی ہوں یہ وہ ملازمین ہیں جو پچھلے چار سالوں سے سروسز ہسپتال میں ڈیلی ویجز پر کام کر رہے ہیں۔ مجھے تو سمجھ نہیں آتی کہ ڈیلی ویجز کی تعریف کیا ہے۔ آپ سالہا سال ایک جگہ کام کر رہے ہیں پھر بھی ڈیلی ویجز پر ہیں۔ ان لوگوں کو کسی قسم کی کوئی job security نہیں ہے، انہیں کسی بھی دن اٹھا کر گھر بھیجا جا سکتا ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ جو ڈیلی ویجز پر ہیں ان کا تو بڑی مشکل سے چولہا ہی جلتا ہے۔ وہ صبح کمائیں گے اور شام کو گھر لے کر جائیں گے اسی سے ان کا چولہا جلتا ہے۔ ان کو پھر مجبوراً عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹانے پڑتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ان کو بھی ایک permanent job ملے تاکہ ان کو سکیورٹی کی feeling آئے۔ یہ جو pharmacists ہیں مجھے نہیں پتا کہ ان کے کیا معاملات ہوئے لیکن ان کو چار مہینے ہو گئے ہیں تنخواہ نہیں ملی۔ ظاہر ہے عید آنے والی ہے ان کے بھی بچے ہیں، فیملی ہے، ان کی بھی ضروریات ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گی کہ ان کی جو چار چار مہینوں سے تنخواہیں رکی ہوئی ہیں ان کو تنخواہ دی جائے تاکہ وہ بھی اپنے بچوں کے ساتھ عید کی خوشیاں منا سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، خواجہ سلمان رفیق!

وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز (خواجہ سلمان رفیق): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میری محترمہ بہن نے جو تحریک پیش کی ہے اس کے دو پہلو ہیں۔ ایک وہ جو ڈیلی ویجز پر ہیں اور عارضی طور پر کام کر رہے ہیں۔ کچھ ملازمین بورڈ آف مینجمنٹ کے ہیں اور کچھ ڈیپارٹمنٹ کے ملازمین ہیں۔ ان کی تنخواہ یکم تاریخ کو مل جاتی ہے۔ جو لوگ ڈیلی ویجز پر ہیں میں نے خود ان سے ٹیلیفون کرکے پوچھا ہے۔ مسئلہ pharmacist کا ہے جو میری بہن نے فرمایا ہے۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ یہ 18 pharmacists ایڈہاک پر ہیں۔ پبلک سروسز کمیشن میں جب requisition جاتی ہے تو وہاں ایڈہاک پر تقرری کی جاتی ہے اور یہ بات سب کے علم میں ہے۔ رولز کے مطابق جب کوئی candidate پبلک سروسز کمیشن سے ایک competitive process پر میرٹ پر آئے گا تو اس کو وہاں لگایا جائے گا اور ایڈہاک ختم کر دیا جائے گا۔ جو بچے یا بچیاں ایڈہاک پر کام کر رہے تھے ان کے پاس opportunity تھی، ان کو پبلک سروسز کمیشن میں apply کرنا چاہئے تھا۔ جو pharmacists پبلک سروس کمیشن سے آئے تھے گورنمنٹ نے جب اُن کو وہاں پر لگایا تو ڈیلی ویجز والے کورٹ میں چلے گئے۔ وہاں پر hearing ہوئی اور ڈویژنل بنچ اس کی hearing کر رہا ہے۔ اس بنچ کی یہ بھی direction تھی کہ جو پبلک سروسز کمیشن کے بچے ہیں ان کی پہلی priority ہے لیکن اس کے ساتھ انہوں نے ڈیلی ویجز والے بچوں کو stay بھی دیا تھا۔ میری بہن نے جو یہ تحریک پیش کی ہے میں یہ بتانا چاہوں گا کہ ہم نے آج اس پر بڑی detailed discussion کی ہے۔ چونکہ کورٹ کا آرڈر ابھی تک stay کا ہے۔ ہم اس معاملے کو اپنے legal experts کے پاس opinion کے لئے بھیج رہے ہیں لیکن ہمارا خیال یہ ہے اور میں نے لفظ "خیال" اس لئے استعمال کیا کہ جب تک legal experts کی opinion نہیں آجاتی میں اس وقت کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن ہم اگلے ہفتے اس کا فیصلہ کر لیں گے۔ اگر ہمارا legal expert یہ legal opinion دے گا کہ اِن کی تنخواہ بنتی ہے تو پھر ہم وہ تنخواہ اُن کو ادا کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آخری محرک جناب طیاب راشد سندھو!

مویشی منڈی شیخوپورہ کے ٹھیکیدار کا بیوپاریوں سے لوٹ مار کا معاملہ

جناب طیاب راشد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ مجھے اہمیت عامہ رکھنے والے فوری نوعیت کے معاملے پر زیرو آور کے تحت بات کرنے کی اجازت دی جائے معاملہ یہ ہے کہ شیخوپورہ میں ماڈل کیٹل مارکیٹ پنجاب حکومت نے جانوروں کی خرید و فروخت کے لئے بنائی ہے وہاں پر ٹھیکیدار نے بیوپاریوں کو لوٹنا شروع کر دیا ہے عید الاضحیٰ کی آمد ہے بیوپاری حضرات اور عام شہری ٹھیکیدار کی لوٹ مار سے بہت زیادہ تنگ ہیں۔ لہٰذا مجھے اس issue پر زیرو آور کے تحت بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سندھو صاحب!

جناب طیاب راشد: جناب سپیکر! یہ شیخوپورہ میں پنجاب کی پہلی ماڈل کیٹل مارکیٹ بنی تھی لیکن اہم چیز یہ ہے کہ یہ زمین ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے خریدی تھی اور یہ state land نہیں تھی لیکن یہ land acquire کر لی گئی۔ اُس وقت کے چیف منسٹر جو آج پرائم منسٹر ہیں انہوں نے کہا تھا یہاں ایک ماڈل کیٹل مارکیٹ بنائی جائے گی جس کا نام پنجاب کیٹل مارکیٹ مینجمنٹ ہو گا اور یہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے under بنائی گئی تھی۔ اس کا ایجنڈا یہ تھا کہ ایک فری مویشی منڈی بنے گی جہاں لوگوں کو جدید سہولیات میسر کی جائیں گی۔ یہ منڈی 148 کنال پر بن گئی اور 152 کنال جو آج بھی شیخوپورہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی پراپرٹی ہے لیکن وہاں پر قبضہ اِس کیٹل مارکیٹ اتھارٹی نے کیا ہوا ہے۔ وہاں پر غیر قانونی پارکنگ سٹینڈ بنا کر غیر قانونی طور پر پارکنگ فیس لی جا رہی ہے۔ یہاں کا جو ٹھیکیدار ہے وہ اتنا با اثر ہے کہ اس پر آج تک پورے پنجاب میں پچاس سے زیادہ ایف آئی آرز کاٹی گئی ہیں لیکن اس کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔ اس منڈی میں بہت سے incidents ہو چکے ہیں جہاں لوگوں پر سیدھی فائرنگ بھی کی جا چکی ہے۔ یہ بات بھی بڑی قابل غور ہے کہ آج سے کچھ ماہ پہلے وہاں کے ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر نے بھی ایکشن لیا لیکن یقین مانیں کہ اس ٹھیکیدار نے شیخوپورہ کی پولیس کو بھی یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ ہم نے کسی غلط بندے کو ہاتھ ڈال دیا ہے۔ وہ صحافیوں کے ذریعے، وہ ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے اور کورٹ کے ذریعے سب کو pressurize کر لیتا ہے۔ میری اس ہاؤس کے توسط سے منسٹر صاحب اور گورنمنٹ سے یہ

گزارش ہے کہ میں عاجزانہ طور پر آپ سے تین ڈیمانڈ کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے تو جو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ شیخوپورہ اور پنجاب کیٹل مارکیٹ مینجمنٹ اینڈ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے درمیان ایک معاہدہ ہوا تھا اُس معاہدے کے تحت ڈسٹرکٹ گورنمنٹ شیخوپورہ نے یہ لینڈ پنجاب گورنمنٹ کو ٹرانسفر کی۔ سب سے پہلے تو وہ معاہدہ پبلک ہونا چاہئے۔ اگر یہ فری کیٹل مارکیٹ تھی تو پھر یہاں کسی قسم کی کوئی پرچی وصول نہیں کرنی چاہئے۔ وہاں بیوپاریوں سے اندر آنے اور باہر جانے کے بھی پیسے لئے جاتے ہیں۔ جانور نہ بھی فروخت ہوں پھر بھی ان سے پیسے لئے جاتے ہیں۔ اگر وہ فری ہے تو وہاں کوئی پرچی وصول نہیں کرنی چاہئے لیکن اگر یہ فری نہیں ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ شیخوپورہ کے ساتھ بہت بڑا ظلم کیا گیا ہے۔ شیخوپورہ میونسپل کمیٹی کے پاس صرف ایک ہی ہیڈ تھا جس کے ذریعے وہ اپنا ریونیو generate کر کے شیخوپورہ کے لوگوں کے مسائل حل کرتی تھی۔ بلدیہ شیخوپورہ کا منڈی کی لینڈ کے جانے کے بعد یہ عالم ہے کہ ان کے پاس نہ تو بجلی کا بل دینے کے لئے اور نہ ہی ملازمین کو تنخواہ دینے کے لئے پیسے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ ماڈل کیٹل مارکیٹ کا ڈھونگ رچا کر شیخوپورہ کے ساتھ ظلم کیا گیا ہے اور شیخوپورہ کی بلدیہ کے ملازمین کے ساتھ ظلم کیا گیا ہے۔ لہٰذا مہربانی فرما کر ہماری لینڈ ہمیں واپس کی جائے تاکہ بلدیہ شیخوپورہ پھر سے ایک مرتبہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہو سکے اور شیخوپورہ کے عوام کے مسائل جن میں sanitation اور صاف پانی ہے اُن کو اچھے طریقے سے حل کر سکے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو اپنے بھائی کا، انہوں نے جس issue کے حوالے سے آواز اٹھائی تو میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں ان کو بتاتا ہوں کہ یہ جو Punjab Cattle Marketing and Development Company کا concept تھا جب یہ محمد شہباز شریف صاحب نے بنائی تھی تو یہ فری منڈیاں بنی تھیں لیکن پھر ان کی حکومت نے 2020 میں ان پر fee لگائی تھی، 2020 بزدار حکومت نے ان پر fee لگا دی تھی جس میں بڑے جانور پر پانچ سو روپیہ اور چھوٹے جانور پر 100 روپے اور اس کے علاوہ آپ ہی کی حکومت نے allied services کے حوالے سے بھی ان فری منڈیوں پر چارجز

لگائے اور fee لگا دی۔ یہ ماشاءاللہ 2020 میں بزدار صاحب نے یہ کارنامہ سرانجام دیا تھا۔ باقی گزارش یہ ہے کہ آج کی تاریخ تک اس کا legally status یہ ہے کہ ان پر وہ fee چل رہی ہے ان کی fee کی details میرے پاس ہے اس سلسلے میں ایک fee جانور پر ہے اس کے علاوہ وہاں پر allied services بھی provide کی جاتی ہیں، چاہے جانور بکے یا نہ بکے کیونکہ وہ سروسز ہر بندہ avail کرتا ہے اس لئے ان سروسز کے against ان پر fee چارج کی جاتی ہے۔ میں نے گزارش کی ہے کہ یہ fee بھی ان کی حکومت نے لگائی تھی۔ جناب محمد شہباز شریف کا اس وقت بھی یہ idea تھا جب 2013 میں اس کو قائم کیا گیا تھا وہ اس کے پیچھے بنیادی مقصد یہی تھی کہ یہ فری منڈیاں ہوں گی لیکن جب انہوں نے fee لگائی جو fee لوگ ابھی دے رہے ہیں۔ اس سلسلے میں اس وقت ہمارے پاس سسٹم یہ ہے کہ اگر کوئی complaint ہوتی ہے تو ان complaints کے حوالے سے helpline بھی موجود ہے، اس کے علاوہ WhatsApp number بھی ہے اگر ان نمبرز پر کوئی complaints آتی ہے تو ہم اس کو effectively حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو انہوں نے پارکنگ سٹینڈ کی بات کی اور انہوں نے خود ٹھیکیدار کا ذکر کیا تو وہ contract even out ہوا ہے۔ اس کی بھی باقاعدہ fee notified ہے جو اسی کمیٹی نے لگائی تھی جس کمیٹی کا میں نے پہلے ذکر کیا۔ جس کی میرے پاس پوری تفصیل موجود ہے اگر یہ چاہیں گے تو میں provide کر دوں گا کہ میں ان کو ایک ایک چیز کے حوالے سے بتاؤں گا کہ کیا کیا fee ہے۔ ایک بات میرے بھائی نے یہ بھی کی کہ یہ لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے source of earning تھی تو میں پھر ان سے گزارش کروں گا کہ آپ نے پچھلے پانچ سال میں تین ایکٹ پاس کئے تو آپ ایکٹ پاس کرا لیتے تو اب ہم لوگ کرنے جارہے ہیں اور ان شاءاللہ تعالیٰ جب ہم لوکل گورنمنٹ کا اپنا ایکٹ بنائیں گے تو یہ جو پیسے collect کئے جاتے ہیں اس سلسلے میں ہم اس پر کام کر رہے ہیں، یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ جس لوکل گورنمنٹ کی منڈی سے یہ پیسے collect کئے جاتے ہیں ان کا حق بنتا ہے کہ ان کو یہ پیسے ٹرانسفر ہوں تو ان شاءاللہ تعالیٰ ہم یہ اگلے ایکٹ میں لے کر آئیں گے لیکن کاش یہ ہمارے بھائی پچھلے پانچ سالوں میں ان issues اور مسائل پر بات کرتے اور یہ چیزیں سامنے لے کر آتے۔ شکریہ

جناب طیاب راشد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سندھو صاحب! آپ please تشریف رکھیں۔

جناب طیاب راشد: جناب سپیکر! میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، آپ اس پر بات نہیں کر سکتے۔ منسٹر صاحب نے بات clear کر دی ہے۔ یہ چونکہ زیرو آور ہے۔ زیرو آور کا وقت ختم ہوا۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لیڈر آف دی اپوزیشن!

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میری بات اور ہے لیکن میں منسٹر صاحب سے یہ request کروں گا کہ یہ جو بات کر رہے ہیں کہ ہمارے دور میں 72 کمپنیز تھیں جن کا یہ سارا معاملہ ہوا تھا۔ دیکھیں بات یہ ہے کہ کوئی ایسے نہیں فیس مقرر کر دیتا۔ جب یہ جناب محمد شہباز شریف کے دور میں ہو رہا تھا تو اس وقت بھی میں ممبر تھا اور میرے خیال میں اس وقت جناب ذیشان رفیق بھی ممبر تھے تو ان کے TORs بن چکے تھے اور یہ ریٹس ان کے دور میں ہی مکمل ہو گئے تھے یہ ضرور ہے کہ implementation ہمارے دور میں ہوئی تھی لیکن سارے TORs اور companies کا جو جو جہاں جہاں جس جس category A,B,C کیٹل مارکیٹنگ میں جو کیٹل منڈیاں تھیں وہ بن چکی تھی اور ان کے TORs بھی بن چکے تھے۔ جہاں پر پانچ سو روپیہ تھا، جہاں پر ایک ہزار روپیہ تھا، جہاں پر دو ہزار روپیہ تھا تو یہ ینگ منسٹر صاحبان بڑے اچھے ہیں لیکن ہر بات کا ہمارے اوپر ملبہ ڈال کر کام کریں گے تو پھر ایک ایک دن بحث کے لئے رکھنا پڑے گا۔ پہلے ایجوکیشن منسٹر صاحب نے بھی یہ بات کی۔

جناب سپیکر! میں اصل میں تو بات یہ کرنا چاہتا تھا، ادھر پارلیمانی امور کے منسٹر کی موجودگی دیکھ کر میں یہ غنیمت سمجھتا ہوں، اس دن بھی ہماری کافی لمبی چوڑی law and order پر بات ہوئی پھر منسٹر صاحب کچھ ناراض بھی ہو گئے اور پھر منا بھی لئے گئے۔ بات یہ ہے کہ انہوں نے اس دن پولیس کی بات کی تھی، اب یہاں پر اگر ہم یہی کرتے رہیں گے، ہمارا پاکستان تحریک انصاف کا کیس total different ہے۔ اس وقت ہمارے سرگودھا میں، میں ATC سرگودھا سے شروع ہو جاؤں گا، پاکستان تحریک انصاف کے 35 ورکرز کی ضمانتیں ہوئی ہیں، مچلکے جمع ہو گئے

ہیں جب جیل سے باہر آئے تو دوبارہ ان کی بدمعاش پولیس نے گرفتار کر لیا، میں اپنے اندر سے یہ آواز نکال رہا ہوں، 9،9 مہینے ہو گئے ہیں غریب لوگ جیل کے اندر پڑے ہیں۔ انہوں نے ان کو 3-MPO کے تحت غائب کیا اور ابھی تک غائب ہیں۔ میں اپنے منسٹر صاحب سے ایک تو یہ question کروں گا کہ مجھے وہ قانون بتا دیں کہ کس قانون کے تحت، جس ملزم پر جو FIR ہے وہ FIR موجود ہے اس میں اس کی honorable Judge نے ضمانت لے لی ہے۔ وہ post arrest ضمانت ہے اور باہر پولیس کھڑی ہے، صنم جاوید اور عالیہ حمزہ کی ضمانت ہوئی، باہر دوبارہ گاڑی کھڑی تھی کہاں لے کر جا رہے ہیں؟ ان پر گوجرانوالہ میں ابھی آدھا گھنٹے پہلے نامعلوم FIR ہو گئی ہے۔ 9۔ مئی، ہمارے ساتھ کیا مذاق بنایا ہوا ہے، ہم سب کو پکڑیں اور جیل میں لے جائیں ہم ادھر کیوں بیٹھے ہیں؟ دیکھیں! یہ اس طرح نہیں چلے گا، ہمارے 35 بندے اس وقت تک غائب ہیں، آج سے دو دن پہلے اظہر مشوانی کے گھر گئے، دو بندے اس کا بھائی اور اس کا کزن totally non political آدمی ہیں ایک تو وہ تدریس کا کام کرتے ہیں وہ پڑھاتے ہیں ان کو اٹھا کر لے گئے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ میاں محمود الرشد سروسز ہسپتال میں داخل ہیں، میں اور ہمارے سابقہ صدر نے ان کو دیکھنے جانا تھا اور میں تین دن سے request کر تا رہا ہوں لیکن ہمیں کسی نے نہیں جانے دیا۔ کیا میاں محمود الرشید کوئی دہشت گرد ہے؟ ان کا اپینڈکس کا آپریشن ہوا ہے وہ آپ کے اس ہاؤس کے ممبر رہے ہیں اور لیڈر آف دی اپوزیشن رہے ہیں۔ یہ کیا ہے؟ اس دن ہمارے ساتھ منسٹر صاحب ناراض ہو گئے، ہمارے ساتھ لڑتے تھے اس دن بھی ہم نے یہی کہا تھا کہ یہ 9۔ مئی انڈے بچے دے رہا ہے اس نے مزید بچے دینے شروع کر دیئے ہیں اب نیا پروگرام شروع ہو چکا ہے کل انہوں نے ایک ٹی وی چینل پر چلایا کہ عمران خان کو اتنی سہولت دی جا رہی ہے۔ ہم کوئی سہولت نہیں مانگتے عمران خان کو 8/4 کے کمرے میں رکھا ہوا ہے ہم اس پر بھی بات کرتے ہیں لیکن بات اصل یہ ہے کہ ہمیں سہولتیں نہیں انصاف چاہئے۔ میں نے ان کو یہ کہا تھا کہ آپ 9۔ مئی واقعہ پر جوڈیشل کمیشن کیوں نہیں بناتے؟ آئیں اور initiative لیں اور ہمیں یہ بتا دیا جائے یا تو منسٹر صاحب یہ دعویٰ کر دیں کہ یہ بندوں کو نہیں لے کر جا رہے ہیں اور پتا نہیں کون لے جا رہا ہے یہ clear کریں اور ہمیں بتائیں کہ کون سا ادارہ ہے جو ہمارے بندوں کو لے کر جا رہا ہے، ہمارے ورکرز کو لے جا رہا ہے، یہ کوئی مذاق ہے اور یہ کیا طریقہ ہے کہ ایک ضمانتیں ہوتی ہیں

349 ایف آئی آر، 179 and I think اور ایف آئی آر، قمبر مشوانی میانوالی کے ہیں لاہور سے بندے crackdown کر کے اٹھائے جا رہے ہیں، یہ ہمارے ایم پی اے صاحب بیٹھے ہیں ہم ان کی Privilege Motion بھی دے رہے ہیں اور میں نے اس دن بھی بات کی تھی۔ یہ آپ کے sitting MPA ہیں یہ اپنے گھر سے نکلے ہیں، آپ کا session call ہو چکا تھا اور پولیس ایم پی اے کو اٹھا کر لے گئی اور انہوں نے صبح 8 بجے چھوڑ دیا۔ یہ اس طرح کبڈی کبڈی نہیں چلے گا کہ ہمیں یہاں اور کہیں اور باہر اور کہیں۔ Budget Session آ رہا ہے ہم ایسے نہیں چلنے دیں گے، ہمیں احتجاج کی طرف جان بوجھ کر دھکیلا جا رہا ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ انصاف ہو اور ہم بالکل رعایت نہیں مانگتے لیکن ہمارے ورکرز اور ہمارے لیڈر پر اس قسم کے روّیے اپنائیں گے، میں ایک اور بات کر رہا ہوں کہ منسٹر صاحب بیٹھے ہیں ہمارا تیسرا tenure ہے ہمیں یہ صرف اتنا بتا دیں کہ یہ کام یہ نہیں کر رہے اور بس، جو ادارے کر رہے ہیں پھر ہم ان کی طرف منہ کریں۔ ہمارے اوپر جتنے ظلم ہو رہے ہیں تو ہمارا اندر سخت ہو چکا ہے اور اب ہم ظلم سہہ سکتے ہیں۔ یہ کوئی مذاق نہیں ہے اگر یہ کہیں کہ آپ کی پولیس ٹھیک کام کر رہی ہے، اگر یہ کہیں کہ ادارے ٹھیک کام کر رہے ہیں یا تو ذمہ داری لیں اُن بندوں کی، ہمارے ورکرز کی تو یا یہ کہیں کہ ہمارا کوئی واسطہ نہیں، اس پاکستان میں پنجاب میں کوئی rule of law نہیں ہے، کچھ بھی نہیں ہے آپ جانے آپ کا کام جانے، آپ کو اٹھانے والے فلاں فلاں ادارے ہیں ہمیں کم از کم clear تو کیا جائے، ہم یہاں سے گھر جاتے ہیں تو ہمارے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے، ہمارے بچوں کو، ہماری بہنوں کو ان کی چادر اور چار دیواری کا جو تقدس ہے وہ پامال ہو رہا ہے۔ یہ کیا ہے اس طرح نہیں ہوتا میں صرف اتنی بات ہی پوچھوں گا بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر پارلیمانی امور!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): میں امید کرتا ہوں کہ اپوزیشن لیڈر کی بات ہمارے سب لوگوں نے بہت اطمینان سے، سکون سے سنی ہے اب جب میں بات کروں گا تو یہ cross talk نہیں کریں گے اور بات سنیں گے میں امید کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب بالکل اسی طرح ہو گا۔

وزیر خزانہ وپارلیمانی امور(جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ 9- مئی کا جو واقعہ ہے اس کو یہ جو مرضی بھی کہیں وہ پاکستان کی تاریخ میں ایک سیاہ باب کی طرح ہمیشہ یاد رکھا جائے گا-9- مئی کو جو کچھ اس پاکستان میں ہوا وہ کبھی کوئی سیاسی یا مذہبی جماعت سوچ نہیں سکتی تھی کہ ریاست پر ایسے کوئی جماعت حملہ کر سکتی ہے۔ کیا وہ جو فوجی تنصیبات تھیں جن پر حملے کئے گئے، کیا وہ جو شہداء کی نشانیاں تھیں جس پر حملے کئے گئے، کیا وہ جو قائداعظم محمد علی جناح کا گھر تھا جہاں کور کمانڈر لاہور رہتے تھے وہ ہندوستان میں تھا؟ جہاں پر جس طرح حملہ کیا گیا، آج بھی وہ footage لوگوں کے ذہنوں میں پوری طرح سے نقش ہیں جو دیکھی گئیں اور دکھائی گئیں کہ کس طرح وہاں پہ آگ لگائی گئی، توڑ پھوڑ کی گئی تو اس طرح تو کوئی ریاست، کوئی ملک نہیں چل سکتا اگر آپ اپنے سکیورٹی فورسز کے ادارے وہ پاک فوج جو آپ کی سرحدوں کی حفاظت کرتی ہے اس پاک فوج پر آپ حملہ کرنے لگ جائیں آپ اپنے ان اداروں پر حملہ کریں جو ادارے آپ کے ساتھ کھڑے رہے، وہ ادارے جنہوں نے آپ کو 2018 کا الیکشن آر ٹی ایس بٹھا کے جتایا، وہ ادارے جو آپ کے ساتھ تھے، وہ لوگ وہ جنرل باجوہ جس کو قیدی نمبر 804 اپنے والد محترم کی طرح سمجھتے تھے تو ہم نے نہیں کہا تھا کہ والد محترم سے پنگا لو اگر والد محترم سے پنگا لو گے تو پیو فیر پیو ہی ہوندا اے۔ ابا ابا ہی ہوندا اے، لگیا نا پتا، (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! اب ان کو دیکھیں، دیکھ لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی سنیں، سکون سے بات سنیں۔ جب لیڈر آف اپوزیشن نے بات کی تو پھر اس سائیڈ سے کسی نے جواب نہیں دیا۔ یہاں سے کسی نے interrupt نہیں کیا تو پھر آپ ذرا سنیں، تسلی رکھیں۔

(اس مرحلے پر معزز اراکین حزب اختلاف اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے)

معزز اراکین آپ اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں لیڈر آف اپوزیشن بیٹھے ہیں وہ بات کریں گے، وہ جواب دیں گے، آپ تمام معزز اراکین تشریف تو رکھیں، آپ معزز اراکین منسٹر صاحب کو interrupt نہ کریں۔ قاضی احمد اکبر صاحب تشریف رکھیں۔ جی، میاں صاحب!

وزیر خزانہ وپارلیمانی امور(جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! بات یہ ہے۔۔۔

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: Order in the House۔ رانا صاحب آپ please تشریف رکھیں بات سنیں۔ یہ کیا طریق کار ہے؟ آپ تشریف رکھیں اس طرح نہ کریں۔ آپ میری بات سنیں جب لیڈر آف اپوزیشن نے بات کی تو حکومتی بنچز سے سب نے بڑے سکون سے بات سنی ہے۔

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! یہ ڈگی میں بیٹھ کر ابو بنانے والے ہیں ہم نے ان کی لیڈر شپ کو کچھ نہیں کہا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب آپ بات سننے کا حوصلہ رکھا کریں۔ آپ نے جب بات کی تو Treasury Benches سے کسی نے آپ کو interrupt نہیں کیا۔ رانا صاحب یہ پھر آپ کی مرضی ہے اگر آپ نے اس طرح کرنا ہے۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب احمد خان! (قطع کلامیاں)

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میری بات سنیں میں عرض کر رہا ہوں منسٹر صاحب کے غیر پارلیمانی الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تمام ممبران منسٹر صاحب کی بات سنیں۔ دیکھیں میری بات سنیں ابا کوئی گالی نہیں ہے اب اس طرح نہ کریں۔

(اس مرحلے پر معزز اراکین حزب اختلاف کی طرف سے نعرے بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: معزز ممبران آپ اس طرح نہ کریں۔ شیخ امتیاز صاحب تشریف رکھیں۔ یہ بالکل غلط بات ہے، یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔ جب قائد حزب اختلاف نے بات کی تو دوسری طرف سے کوئی نہیں بولا آپ اس طرح نہ کریں۔ جی، مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب پلیز آپ بات جاری رکھیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! بات یہ ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: معزز اراکین منسٹر صاحب کو بات کرنے دیں یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔ رانا شہباز صاحب یہ بالکل کوئی طریق کار نہیں ہے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ان میں حوصلہ نہیں ہے۔ یہی ان کا attitude ہے یہی ان کا behavior ہے جس کی وجہ سے 9۔ مئی کے واقعے میں آج کے دن تک ان لوگوں۔۔۔

(اس مرحلے پر معزز اراکین حزب اختلاف کی طرف سے نعرے بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: ملک احمد خان صاحب آپ کو پورا موقع دیا جائے گا۔ آپ لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں، آپ کو بات کرنے کا پورا موقع دیا جائے گا آپ تشریف رکھیں اس طرح نہ کریں۔ آپ منسٹر صاحب کو interrupt نہ کریں۔ منسٹر صاحب کو بات کرنے دیں اس کے بعد پھر آپ معزز اراکین کا جو بھی موقف ہے آپ یہاں پر پیش کریں آپ کو floor دیا جائے گا یہ آپ کی مرضی ہے۔ جی میاں صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ان کے اس طرح شور کرنے سے نہ تاریخ بدلے گی، نہ حقائق بدلیں گے۔ 9۔ مئی پاکستان کی تاریخ کا ایک سیاہ دن تھا اور پاکستان کے 24 کروڑ لوگوں کو یہ پتا ہے کہ جس طرح یہ جنرل باجوہ کے تلوے چاٹتے تھے، جس طرح ان کا نیازی جنرل باجوہ کے تلوے چاٹتا تھا، شکر کریں میں نے ان کو ابو جان کہا، ان کا دادا ابو جان نہیں کہہ دیا۔

(اس مرحلے پر معزز اراکین حزب اختلاف کی طرف سے مسلسل نعرے بازی)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! 2018 کا الیکشن جس طرح ان کو چوری کر کے دیا گیا اور یہ آ کے بیٹھے۔ یہاں پر جب بات ہوتی ہے یہ اس پر بات شروع کر دیتے ہیں 9۔ مئی کو جو کچھ کیا گیا اس میں بہت سے لوگ جو اس وقت اس ایوان میں بیٹھے ہیں ان کو اپنے گریبانوں میں بھی جھانکنا چاہئے کہ انہوں نے نوجوانوں کے ہاتھوں میں وہ لاٹھیاں، وہ ڈنڈے، وہ پٹرول بم ان لوگوں نے پکڑائے۔ ہمارے پاکستان کے نوجوان کو گمراہ کیا اور جس طرح ان کو اس

دن استعمال کیا گیا ریاست کے خلاف میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ان کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے تو اس میں ہم نے ان کے خلاف کوئی کیس نہیں بنوایا۔ 9۔مئی کو ہماری کوئی حکومت نہیں تھی، 9۔مئی کو جو بھی کیسز ان پر بنے، جو توڑ پھوڑ کی گئی، جو دہشت گردی کی گئی، جو انتشار پھیلایا گیا اس میں ان پر کیس بنے ہیں۔ اب اگر چند ججز جو ابھی بھی یہاں پر ثاقب نثار اور بندیال کی باقیات جو ججز میں بیٹھی ہے وہ ابھی بھی ان کو سپورٹ کر رہی ہے تو اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اگر ان کو جس طرح یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک عدالت نے وہاں سے ان کے لوگوں کو وہاں پر ضمانت دی ہے تو ظاہر ہے اگر قانون حرکت میں آیا ہے، اگر پولیس نے اُن لوگوں کو دوبارہ گرفتار کیا ہے تو ان کے خلاف کیسز ہی ہوں گے تو گرفتار کیا ہے۔ یہ عدالتیں ہیں ابھی بھی بہت سارے ججز عدالتوں میں بیٹھے ہیں جو عمران خان نیازی کو سپورٹ کر رہے ہیں جائیں اُن سے جا کر انصاف لے لیں جو ان کے لوگ پکڑے گئے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ وہاں سے ان کو کوئی انصاف مل جائے گا مگر بات حقائق کی ہے اگر پولیس نے ان کو گرفتار کیا ہے تو کو 9۔مئی کے حوالے سے گرفتار کیا گیا ہے 9۔مئی کے واقعات کے حوالے سے اگر کسی عدالت نے ان کو چھوٹ دی ہے لیکن پھر ان کو دوبارہ پکڑ لیا گیا ہے تو پھر یہ کسی طریقے سے بات کریں میں یہ ہمیں بتائیں ہم ان کو پتا کر کے بتائیں گے کہ پولیس نے ان کو دوبارہ کیوں گرفتار کیا ہے؟ لیڈر آف دی اپوزیشن specifically اگر کسی معاملے پر بات کرنا چاہ رہے ہیں تو specifically اپوزیشن لیڈر بات کریں، کیونکہ جب بھی کوئی بات شروع ہوتی ہے تو آپ ان کا رویہ دیکھ لیں کہ ابھی ا انہوں نے کس طرح باتیں کی ہیں۔ کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم یہ نعرہ نہیں لگا سکتے کہ عمران نیازی کا باپ باجوہ، ہم نعرہ نہیں لگا سکتے کہ عمران نیازی کا باپ ثاقب نثار، کیا ہم نعرہ نہیں لگا سکتے کہ عمران نیازی کا باپ بندیال، کیا ہم نعرہ نہیں لگا سکتے کہ عمران نیازی کا باپ اعجاز الحسن ہے تو یہ نعرے ہم بھی لگا سکتے ہیں لیکن ہماری تربیت ایسی نہیں ہوئی ہے آپ دیکھ لیں کہ ہم سب خاموشی سے بیٹھے ہیں اور کوئی بھی نعرہ نہیں لگا رہا ہے مگر ان کی تربیت ہی ایسی ہوئی ہے انہوں نے اپنے چار سالہ دور میں پاکستان جو حال کیا ہے کہ ان کے لیڈر نے پاکستان کو دیوالیہ کر دیا ہے۔ ابھی اپوزیشن لیڈر صاحب فرما رہے تھے کہ عمران خان کو 4/8 کے کمرے میں رکھا ہوا ہے تو ماشاء اللہ ماشاء اللہ رات کو پوری دنیا نے

میڈیا پر دیکھا ہے اور آج بھی میڈیا پر چل رہا ہے کہ عمران نیازی کو چھ کمرے ملے ہوئے ہیں اور وہاں پر ایکسر سائز مشین بھی دستیاب ہے، وہاں پر ائیر کولر اور اے سی بھی لگے ہوئے ہیں، وہاں پر ٹھنڈے پانی کا انتظام ہے، عمران نیازی دیسی گھی میں دیسی مرغیاں پکا کر کھا رہے ہیں، دیسی مٹن کے قیمے دیسی گھی میں پکا کر کھا رہے ہیں تو کس قیدی کو آج تک اس طرح کی سہولت ملی ہے؟ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ زیادتی ہے کیونکہ اس شخص نے جو اس ملک کے ساتھ کیا ہے اس کو اس طرح کی سہولت نہیں ملنی چاہئے۔(شور وغل)

جناب سپیکر! اگر قید کاٹی ہے تو میاں محمد نواز شریف نے کاٹی ہے، میاں محمد شہباز شریف نے قید کاٹی ہے، میاں محمد حمزہ شہباز نے قید کاٹی ہے، محترمہ مریم نواز شریف نے قید کاٹی ہے ان کے لوگ تو جیل میں جاتے ہی رونا شروع کر دیتے ہیں عمران نیازی بھی جیل میں جانے سے کتنا ڈر تا تھا اور وہ جیل جانے سے ڈر کے مارے رونا شروع کر دیتا تھا اور یہ اس کو بڑا قیدی نمبر 804 بنا رہے ہیں۔ میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف، میاں محمد حمزہ شہباز اور محترمہ مریم نواز شریف کو جب عدالت میں لایا جاتا تھا تو انہوں نے مسکراتے ہوئے جھوٹے کیسوں کو عدالتوں میں face کیا ہے ان کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ وہ جیل سے نہیں بلکہ اپنے گھر سے تشریف لا رہے ہیں وہ ان کی طرح رونا نہیں شروع کر دیتے تھے تو میں ان سے یہی کہوں گا کہ حوصلہ رکھیں اور جہاں تک یہ بات کر رہے ہیں کہ یہ اس ایوان کو چلنے نہیں دیں گے تو میں ان کو چیلنج کرتا ہوں کہ یہ ایوان کو چلنے سے روک کر دکھائیں ان کو پتا نہیں ہے کہ اپوزیشن کیا ہوتی ہے ہم میں سے بہت سے ایسے لوگ جو ادھر بیٹھے ہیں ہم نے جنرل پرویز مشرف کی آمریت کو للکارا ہوا ہے ان کو کیا پتا ہے عمران نیازی کی سویلین آمریت کو ہم نے جوتی کی نوک پر رکھا تو ہم ان کو کیا سمجھتے ہیں یہ اس ایوان کو چلنے سے روک کر دکھائیں اور ہم کارروائی چلا کر دکھائیں گے ان میں ہمت ہے تو یہ روک کر دکھا دیں ہم اس ایوان کو چلائیں گے اور ایوان چلے گا اگر یہ ایسا ہی چاہتے ہیں تو پھر جو بھی consequences ہوں گے اس کے ذمہ وار یہ خود ہوں گے میرا ان کو پھر سے برادرانہ مشورہ ہے کہ میں ان کو انتہائی ادب کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ decorum کے دائرے میں رہ کر بات کریں تو ہم ان کی بات سننے کے لئے حاضر ہیں ہم ان کے مسائل بھی حل کریں گے کیونکہ ہم سیاسی لوگ ہیں ہم نے جیلیں کاٹی ہیں، ہم نے قیدیں کاٹی ہیں ہم نے لڑائیاں لڑی ہیں آمریت کے لئے جدوجہد کی ہے ہمیں پتا ہے کہ آمریت کیا ہے ہم

ان کو یہ کہتے ہیں کہ کہ یہ ہم سے سیاسی بنیادوں پر بات کریں، ہم ان کا احترام کریں گے کہ جو سیاسی ورکر جیلوں میں ہیں، ان کو جیلوں میں نہیں ہونا چاہئے مگر میرا ان سے یہ سوال ہے کہ کیوں انہوں نے نوجوانوں کو ڈنڈے اور ان کے ہاتھوں میں پٹرول بم پکڑائے، کیوں ان نوجوانوں کو گمراہ کر کے جیلوں میں ڈلوایا اور خود یہ یہاں پر اے سی میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔

(اس مرحلے پر معزز اراکین حزب اختلاف کی طرف سے مسلسل نعرے بازی کی گئی)

جناب سپیکر! میرے پاس بہت ساری کہانیاں اکٹھی ہو گئی ہیں میں اب ان کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں اگر یہ یہاں پر ہماری لیڈر شپ کے بارے میں کوئی پرسنل بات کریں گے تو میرے پاس بھی یہاں پر بیٹھے ہوئے ایک ایک شخص کی پرسنل باتیں ہیں تو وہ پھر مجھے بھی 9۔ مئی کے حوالے سے کرنی پڑیں گی اور مجھے یہ بتانا پڑے گا کہ آپ نے کس طرح سے نوجوانوں کو جیلوں میں ڈلوایا ہے اور خود یہاں پر آکر ایوانوں کے ٹھنڈے کمروں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور باتیں کرتے ہیں میں آخری مرتبہ ان سے کہہ رہا ہوں کہ یہ اگر ہم سے بات کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں بتائیں، اگر پولیس نے ان کے ساتھ زیادتی کی ہو گی تو ہم بالکل پولیس کا ساتھ نہیں دیں گے بلکہ ان کا ساتھ دیں گے کیونکہ یہ سیاسی لوگ ہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! اب تو آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد بلال یامین: جناب سپیکر! اگر انہوں نے شور کرنا ہے تو ایوان میں شور کرنا ہمیں بھی آتا ہے اس طرح بات نہیں چلے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! آپ میری بات سنیں آپ Chair کی بات ہی نہیں سن رہے۔ خان صاحب! جب آپ نے یہاں پر کھڑے ہو کر بات کی ہے تو حکومتی بنچز کی طرف سے کسی نے بھی آپ کو interrupt نہیں کیا ہے لیکن جب یہاں پر وزیر پارلیمانی امور نے کھڑے ہو کر بات کی تو آپ کی طرف سے سارے ممبران کھڑے ہو گئے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں نے کون سا غیر پارلیمانی لفظ استعمال کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: خان صاحب! کیا آپ نے کوئی غیر پارلیمانی لفظ استعمال نہیں کیا ہے، دیکھیں یہاں پر بہت زیادہ غیر پارلیمانی الفاظ استعمال ہوئے ہیں، یہ کوئی غیر پارلیمانی لفظ نہیں ہے، نہ میاں صاحب نے کوئی گالی ہے اور نہ کوئی غیر پارلیمانی لفظ استعمال کیا ہے۔ حافظ صاحب! آپ تشریف رکھیں آپ اتنا shout کیوں ہو رہے ہیں آپ تشریف رکھیں؟ میں لیڈر آف دی آپوزیشن کو بار بار بات کرنے کا موقع دے رہا ہوں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے کوئی غیر پارلیمانی لفظ نہیں بولا ہے لیکن انہوں نے جو یہاں پر نعرے لگائے ہیں ان میں سے بہت سے نعرے غیر پارلیمانی ہیں۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں ایک منٹ آپ سے بات کروں گا یہ موصوف پتا نہیں کہاں سے درمیان میں آ گئے ہیں، آپ میری ویڈیو نکلوا کر دیکھ لیں کہ میں نے کون سے غیر پارلیمانی لفظ استعمال کئے ہیں میں نے ان کی لیڈر شپ کے بارے میں کون سے غیر پارلیمانی لفظ استعمال کئے ہیں، میں نے وزیر پارلیمانی امور کو صرف یہ بات کہی ہے میں نے ان سے صرف اتنا کہا ہے کہ پنجاب میں جو کچھ ہو رہا ہے یہ کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے ہیں؟ میرا خیال ہے کہ میرے بھائی خود اپنی پارٹی کے لیڈران سے ناراض ہیں ان کی بات کر کے ان کو گالیاں پڑواتے ہیں، یہ میری ویڈیو نکال کر دیکھ لیں، میں نے پنجاب حکومت کی کارکردگی کی بات کی ہے۔ اب روحانی باپ کی بات رہ گئی ہے تو ظاہر ہے کہ میں نے بھی جواب دینا ہے، ان کے لیڈر نے خود کہا تھا کہ جنرل ضیاء الحق میرا روحانی باپ ہے۔ یہ بات ریکارڈ پر ہے اِن کے لیڈر نے خود کہا تھا، میں ان کے جواب میں یہ بات کر رہا ہوں۔ 9- مئی کا جو واقعہ ہے وہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ میں نے ان کو یہ کہا ہے کہ ہمارے بندے پکڑے جا رہے ہیں آپ ہمیں clear تو کریں۔ دو دن پہلے تو آپ کہہ رہے تھے کہ پولیس بہت اچھا کام کر رہی ہے۔ آپ میری پہلی ویڈیو نکال کر دیکھ لیں اور اسے چیک کر لیں کہ میں نے اِن کی لیڈر شپ کے بارے میں کون سی بات کی ہے؟ ان کو دل بڑا کرنا چاہئے، یہ مانیں کہ ہم نہیں کر رہے تو یہ مانیں۔ ہم سے جو کچھ ہو گا ہم کریں گے، ہم تو ظلم سہہ رہے ہیں۔ اب یہ فوراً اس بات پر آ جائیں کہ قیدی نمبر 804 دیکھیں میں نے پہلے لفظ استعمال نہیں کیا لیکن بات یہ

ہے کہ ہم جو یہاں پر پہنچے ہیں، ہم تو یہاں آگ کا دریا عبور کر کے پہنچے ہیں۔ ہم کسی کی لیڈر شپ کے بارے میں کچھ نہیں کہتے لیکن اگر ہماری لیڈر شپ کو کوئی چھیڑے گا تو ہم بالکل خاموش نہیں رہیں گے لیکن میں نے پہلے بات نہیں کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی لیڈر شپ کو کسی نے نہیں چھیڑا ہے۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میاں صاحب روحانی باپ کہتے رہے ہیں۔ جہاں سے میں نے بات کی ہے میری ویڈیو نکال کر دیکھ لیں۔ میری پہلی ویڈیو نکال کر دیکھ لیں لیکن ریکارڈ پر ہے کہ میاں نواز شریف نے جنرل ضیاء الحق کو روحانی باپ کہا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! روحانی باپ تو استاد بھی ہوتا ہے۔ میاں صاحب! آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! "بات اب نکلی ہے تو بات دور تلک جائے گی۔" میں ان کو categorically بتانا چاہتا ہوں کہ جنرل پرویز مشرف کے ریفرنڈم میں جوتے کس نے پالش کئے تھے۔ ریفرنڈم میں ان کے لیڈر نیازی چور، ڈاکو نے جوتے پالش کئے تھے اور یہ باتیں کرتے ہیں۔ انتہا ہو گئی ہے جب بات شروع کرتے ہیں تو ہماری لیڈر شپ کے بارے میں بات شروع کر دیتے ہیں۔ ابھی انہوں نے کیا نعرے لگائے ہیں۔ (شور و غل)

جناب قائم مقام سپیکر: آپ صبر سے بات سنیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): یہ بات کریں گے تو ہم بھی کریں گے ان کا لیڈر کوئی آسمان سے نہیں اترا۔ پاکستان کا سب سے بڑا چور پاکستان کا سب سے بڑا ڈاکو پاکستان کا سب سے بڑا دہشت گردان کا لیڈر رہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے آوازیں: یہ خود ہی اپنے لیڈرز کو گالیاں دلواتے ہیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): یہ کہہ رہے ہیں ہم اپنی لیڈر شپ کے خلاف ان سے بات کرواتے ہیں۔ میں تو پچھلے تین مہینوں سے انہیں کچھ نہیں کہہ رہا۔ یہاں پر جب قانون سازی ہوتی ہے تو یہ ہماری لیڈر شپ کے بارے میں بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہاں پر

Call Attention Notice پر بات ہوتی ہے تو یہ ہماری لیڈر شپ کے بارے میں بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہاں پر تحریک استحقاق پیش ہوتی ہے تو انہیں ہماری لیڈر شپ یاد آ جاتی ہے۔ جب سے مجھے پارلیمنٹری افیئرز کا portfolio دیا گیا ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ ہر چیز میں ان کی ایک ہی کیسٹ چلتی ہے، جتنی ٹیپیں بیٹھی ہیں ان سب میں ایک ہی ریکارڈنگ ہوئی ہے 47/ 45، 47/ 45 (شور و غل)

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! پلیز اب ہم آگے بڑھتے ہیں، ابھی ہم نے تحاریک استحقاق لینی ہیں، تحاریک التوائے کار لینی ہیں پھر گورنمنٹ بزنس بھی ہے۔

(اس مرحلے پر معزز اراکین حزب اختلاف کی طرف سے نعرے بازی)

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! دیکھیں ان کی کیسٹ کیسی چل پڑی ہے۔ پھر انہوں نے 9۔ مئی کی بات ضرور کرنی ہوتی ہے، اس کے بعد انہوں نے ہماری لیڈر شپ کے بارے میں ضرور بات کرنی ہوتی ہے۔ پھر انہوں نے اپنے اس۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آج کے اجلاس کا ٹائم 7.00 بجے تک کا تھا اب اسے ایک گھنٹہ کے لئے extend کیا جاتا ہے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): اور انہوں نے اپنے اس fake لیڈر کے بارے میں یہاں پر ضرور بات کرنا ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! پلیز اب آپ بس کر دیں۔ تحاریک استحقاق لینی ہیں، تحاریک التوائے کار لینی ہیں اور آگے گورنمنٹ بزنس بھی take up کرنا ہے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے عمران نیازی کی جیل کے بارے میں بات کی تھی تو میں نے اس کا جواب تو دینا تھا۔ جس طرح وہ وہاں پر دیسی مرغیاں اڑا رہے ہیں، ٹھنڈ میں بیٹھے ہوئے ہیں، ایکسر سائز کی مشینیں ملی ہوئی ہیں آج تک تو کسی کو اس طرح کی facility نہیں ملی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! بہت شکریہ۔ ملک صاحب! اب آگے بڑھیں۔ بزنس take up کر لیں؟

قائد حزب اختلاف(جناب احمد خان): جناب سپیکر! آپ مشرف کا ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں۔ مشرف کے ساتھ NRO کس نے کیا تھا؟ کیا میں نے کیا تھا؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ ایک لمبی debate ہے۔

قائد حزب اختلاف(جناب احمد خان): جناب سپیکر! یہ مشرف کی وجہ سے ہی 2008 کا الیکشن لڑے، جب انہوں نے کیبنٹ کا حلف لیا تو اس وقت کالی پٹیاں باندھ کر ڈرامہ کیا۔ میری عرض سن لیں۔ اس وقت صدر پاکستان کون تھا؟ اس وقت مشرف صدر پاکستان تھا۔ یہ اس وقت الیکشن لڑے، انہوں نے کالی پٹی پہن کر پیپلز پارٹی کے ساتھ حلف لیا تھا۔ حلف کس سے لیا تھا؟ مشرف سے حلف لیا گیا تھا۔ میں منسٹر صاحب سے یہ کہنا چاہتا ہوں اور میں بار بار ایک بات کہوں گا کہ میری پہلی ویڈیو نکال کر دیکھیں یہ دوبارہ کیوں اپنی لیڈر شپ کو گالیاں پڑواتے ہیں؟ یہ خود نام لیتے ہیں۔ اگر میں نے اپنی تقریر میں ان کی لیڈر شپ کا نام لیا ہو تو پھر بات کریں۔ میں نے پنجاب حکومت کی کارکردگی پر بات کی ہے۔ آج سے دو دن پہلے پولیس پر بحث ہوئی تھی اس وقت بھی گرما گرمی ہوئی اور منسٹر صاحب ہمارے ساتھ ناراض ہو گئے بلکہ پتا نہیں ہمیں کیا کیا کہنے لگ گئے۔ اس کے بعد ہمارا وہ معاملہ settle ہوا۔ میں نے اس دن بھی یہی کہا تھا کہ ہمارے بندے اٹھائے جا رہے ہیں خدارا کچھ کریں یا ہمیں بتا دیں۔ مجھے بتائیں کہ میں نے اس میں کون سی غیر اخلاقی بات کی ہے، دل گردہ بڑا رکھیں اور حقیقت کا سامنا کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب گورنمنٹ بزنس لیتے ہیں۔ Now we take up the Privilege Motion پہلی تحریک استحقاق جناب شہاب الدین خان کی ہے۔

جناب محمد اسماعیل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کے بعد پوائنٹ آف آرڈر take up کرتے ہیں۔ جی، جناب شہاب الدین خان۔

جناب محمد اسماعیل: جناب سپیکر! میرا مائیک کھولیں اور مجھے بات کرنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: حاجی صاحب کا مائیک open کیا جائے۔ جی، حاجی صاحب!

حافظ فرحت عباس: حاجی صاحب! میرا مائیک open ہو گیا اے تسیں بہہ جاؤ۔ جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہی بات کر رہا ہوں۔ وزیر موصوف نے کافی لمبی بات کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: حافظ صاحب! پھر یہ لمبی debate ہو جائے گی۔

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! لمبی debate نہیں ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ لمبی debate ہو جائے گی۔ آپ بات کریں گے تو پھر حکومتی بنچز سے بھی جواب آئے گا اور سارا بزنس یہیں پر ختم ہو جانا ہے۔

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! منسٹر صاحب! منہ پھولا پھولا کر آدھ گھنٹہ تقریر کرتے رہے اور ہم سنتے رہے، اب ہمیں بھی دو منٹ سن لیں۔ انہوں نے 9۔ مئی کی بات کی تھی کہ ان کیسز میں بندے اٹھا رہے ہیں ہم نے پہلے دن سے کہا تھا کہ جوڈیشل کمیشن بنائیں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: حافظ صاحب! شکریہ۔ اب تشریف رکھیں۔

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! شکریہ نہیں۔ آپ کو تاریخ درست کر لینی چاہئے، یہ تین سالہ حکومت کے لئے بار بار کہی جا رہے تھے، ہم نے الفاظ استعمال نہیں کئے انہوں نے کہا کہ ابا بنا لیا۔ میں نے جب اپنی پہلی تقریر کی تھی توڈگی کا بتایا تھا اور وہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ میں نے بتایا تھا کہ باجوہ کو ملنے کے لئے احمد خان کی گاڑی کی ڈگی میں بیٹھ کر کون گیا تھا لیکن آپ نے وہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے۔ ابا جی کی بات آئی تو ہر تین سال بعد ابا جی بدلنے والے آج ہمیں بتائیں گے کہ ابا کون ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: حافظ صاحب! پلیز اب بس کریں، یہ نئی debate شروع ہو جائے گی۔ حافظ صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! میری پوری بات سن لیں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): موصوف جو بات کر رہے ہیں اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ ان کا لیڈر تو پتا نہیں کون کون سی ڈگی میں بیٹھ کر گیا تھا۔ موصوف ہوائی باتیں کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! یہ کیا بات ہوئی اس طرح نہیں ہو سکتا آپ دونوں طرف برابری کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: .No cross talk please حافظ صاحب! اب آپ تشریف رکھیں، اس طرح نہ کریں۔ قائد حزب اختلاف آپ کو lead کر رہے ہیں انہوں نے بات کر لی۔ اب اس پر سارا ہاؤس تو بات نہیں کرے گا۔ پلیز تشریف رکھیں۔

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! آپ نے میرا مائیک بند کر دیا ہے، میں مائیک کے بغیر ہی بول سکتا ہوں۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: جناب شہاب الدین خان کی تحریک استحقاق ہے۔ شہاب الدین خان صاحب تشریف رکھتے ہیں؟ حافظ صاحب تشریف رکھیں۔ پلیز آپ تشریف رکھیں، یہ ہر کسی کے ساتھ اسی طرح ہوتا رہا ہے۔ پلیز آپ تشریف رکھیں۔ شہاب الدین خان صاحب موجود نہیں ہیں ان کی تحریک استحقاق pend کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق جناب ممتاز علی خان کی ہے۔ جی، ممتاز صاحب!

ایم ایس شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک

جناب ممتاز علی: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے حلقے میں دو غریب مریضہ شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان میں علاج کی غرض سے داخل تھیں ان کے لواحقین نے مجھ سے رابطہ کیا کہ ہسپتال انتظامیہ مریضوں کی دیکھ

بھال اور علاج پر توجہ نہیں دے رہی۔ اس بات پر 8۔ مئی 2024 کو میں نے ایم ایس شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان ڈاکٹر راؤ امجد علی کو اپنے موبائل سے فون کیا، اپنا تعارف کروایا اور بطور رکن پنجاب اسمبلی مذکورہ کیس پر بات کرنا چاہی تو موصوف نے تحکمانہ لہجے میں کہا کہ میں کسی ایم پی اے کو نہیں جانتا ہم اپنی مرضی کا علاج کرتے ہیں۔۔۔

(اذان مغرب)

کورم کی نشاندہی

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ ایوان میں کورم نہیں ہے لہٰذا آپ پہلے کورم پورا کریں اور پھر کارروائی چلائیں۔ میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کورم point out ہو گیا ہے لہٰذا گنتی کی جائے۔

(اس مرحلے پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہٰذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلے پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔ (اس مرحلے پر دوبارہ گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہٰذا اب اجلاس بروز پیر مورخہ 10۔ جون 2024 بوقت سہ پہر 3:00 بجے تک adjourn کیا جاتا ہے۔